سورة الاعراف

Chapter 7 — The Faculty of Discernment

آیات 206

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

الٓمّٓصٓ ﴿۱﴾

1-ا (اللہ) ل (علیم) م (حکیم) ص (بصیر) یعنی اللہ جو لامحدود علوم، حکمتوں اور بصیرتوں کا مالک ہے (یہ اس کا ارشاد ہے کہ)!

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾

2-(اے رسولؐ ہم نے) یہ ضابطہء حیات تمہاری طرف اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم غلط راستہ اختیار کرنے والوں کو اس کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردو۔ (یہ ایک مشکل ذمہ داری ہے، اس لئے) تمہارے سینے میں یعنی تمہارے احساسات و جذبات میں کوئی گھبراہٹ اور تنگی محسوس نہیں کی جانی چاہیے۔ اور وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بےخوفی کی راہ اختیار کر چکے ہیں تو تم انہیں یاد دلاتے رہو کہ (اس ضابطہء حیات کے مطابق ان کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں جنہیں مکمل کرنے کے عوض وہ ابدی مسرتوں سے نوازے جائیں گے)۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾

3-(چنانچہ، اعلان کردو کہ! اے نوعِ انسان!) اطاعت کے لئے اس (ضابطۂ حیات کو) اپنالو جسے تمہارے نشو و نما دینے والے نے تمہاری جانب نازل کیا ہے۔ لہٰذا، سوائے اُس کے ایسے سرپرستوں (یا دوستوں) کی پیروی اختیار نہ کرو (جو شیطان کے دوست ہوں یا شرک کا باعث بنتے ہوں۔ لیکن اے نوعِ انسان) تم بہت ہی کم سبق آموز آگاہی قبول کرتے ہو۔

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ﴿۴﴾

4-اور (اگر تمہیں کوئی شک ہے تو گزرے ہوئے حالات و واقعات پر غور کر کے دیکھ لیا کرو اور پھر تم جان جاؤ گے کہ نازل کردہ سچائیاں اور قوانین طاری ہو کر رہتے ہیں۔ اور کیا تم نے دیکھا نہیں کہ) کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں جن کے (لوگوں کو، ان کی سرکشیوں اور نازل کردہ احکام و قوانین کی خلاف ورزیوں کی وجہ سے) تباہ و برباد کر کے رکھ دیا گیا۔ چنانچہ (کئی

بار ایسا ہوا کہ) ان پر ہماری طرف سے تباہی رات کے وقت آئی (جب وہ اطمنان سے سو رہے ہوتے تھے) یا (بعض اوقات یہ تباہی اس وقت آئی جب) وہ دوپہر کو آرام کر رہے ہوتے تھے۔

فَمَا كَانَ دَعۡوٰىهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ۝٥

5-(اس سے پہلے وہ کہا کرتے تھے کہ ہم کون سے ایسے بُرے کام کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم پر تباہی آئے گی)۔لیکن جب ہمارا عذاب ان پر آ گیا تو ان کی زبانوں پر سوائے اس کے کوئی آواز نہ تھی کہ ہم لوگ واقعی ظالم تھے۔

فَلَنَسۡـَٔلَنَّ الَّذِيۡنَ اُرۡسِلَ اِلَيۡهِمۡ وَلَنَسۡـَٔلَنَّ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۝٦

6-لہٰذا، جن لوگوں کی جانب رسول بھیجے گئے تھے ہم ان سے ضرور پوچھیں گے (کہ تم کیوں نازل کردہ احکام وقوانین کی خلاف ورزیاں کرتے رہے)۔اور ہم رسولوں سے بھی دریافت کریں گے (کہ کیا ان تک وہ پیغام پہنچا دیا گیا تھا جس کے لئے تم بھیجے گئے تھے؟ تا کہ گواہی مکمل ہو جائے)۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيۡهِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيۡنَ ۝٧

7-پھر ہم ان کے رُوبرُو وہ سب کچھ بیان کر دیں گے (جو کچھ وہ کرتے رہتے تھے، کیونکہ کوئی چیز باہر نہ تھی ہمارے) علم سے، اس لئے کہ ہم کسی وقت بھی غیر حاضر نہ تھے۔

وَالۡوَزۡنُ يَوۡمَـئِذِ اۨلۡحَـقُّ ۚ فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰۤـئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝٨

8-اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ (جب جوابدہی ہوگی تو) اس دن وزن کر دیا جائے گا (یعنی یہ کہ بُرے اعمال کتنے تھے اور نیک اعمال کتنے تھے)۔چنانچہ جن کا وزن بھاری ہوگا (یعنی نیکی کا وزن بھاری ہوتا ہے یعنی نیکی بُلندیوں اور سرفرازیوں کی جانب لئے جاتی ہے یعنی نیکی کے درجات زیادہ ہوتے ہیں) تو وہ لوگ یقینی کامیابیوں سے ہمکنار ہو جائیں گے۔

وَمَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ فَاُولٰۤـئِكَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَظۡلِمُوۡنَ ۝٩

9-اور جن کا وزن ہلکا ہوگا (یعنی جن کے نیک اعمال کم ہوں گے یا نہیں ہوں گے یعنی بُرائی کے درجات نہیں ہوتے بلکہ درکات ہوتے ہیں یعنی بُرائی پستیوں کی جانب اُتارتی چلی جاتی ہے، 4/145) تو یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کو خسارے میں ڈال لیا کیونکہ وہ ہماری سچائیوں و احکام وقوانین کے ساتھ زیادتی و بے انصافی کرنے کے مجرم تھے۔

وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ۝١٠ ع 1 10 8

10-اوراس میں کوئی شک وشبے والی بات نہیں کہ ہم نے تمہیں زمین میں رہنے کے لئے ٹھکانہ دیا اوراس میں تمہارے لئے معیشت کے اسباب پیدا کردیے (جو بلا معاوضہ عطا کیے گئے۔لیکن اے نوعِ انساں! تم ان کی قدر کرنے کی بجائے، خودغرضی سے اپنے اپنے طور پر انہیں سمیٹنے لگ گئے، اور حقیقت یہ ہے کہ) اللہ کی احسان مندی کے اظہار کی خاطر تم اپنی کوششوں کے بھرپور نتائج حاصل کرنے کے لئے بہت ہی کم اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہو (شُکر)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾

11-حالانکہ، اگر تم تحقیق کرتے (اوراے نوعِ انساں! اپنی تخلیق وسرگزشت پر غور کرتے جس کی آگاہی پہلے دی جاچکی ہے، 2/30-38) تو تم خساروں اور بے اطمینانی سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ بہرحال، ان حقائق پر ایک بار پھر غور کرو کہ) ہم نے تمہیں توازن وتناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کیا، پھر تمہیں صورتیں عطا کیں (یعنی تمہیں ظاہر اور باطن رکھنے والا انسان بنایا)۔ پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کا مکمل طور پر تابع فرمان ہوکر رہنا۔مگر، سوائے ابلیس کے انہوں نے مکمل طور پر (آدم) کا تابع فرمان ہوکر رہنا قبول کرلیا۔(بہرحال) وہ ان میں شامل نہ ہوا جنہوں نے (آدم کا) مکمل طور پر تابع فرمان ہوکر رہنا قبول کرلیا تھا۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾

12-(ابلیس سے) پوچھا گیا! کہ جب ہم نے تجھے (آدم) کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کا حکم دیا تھا تو وہ کون سی بات تھی جس نے تمہیں (اس حکم کی تعمیل سے) باز رکھا؟ اس نے جواب دیا! کہ میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تُو نے مجھے آگ سے تخلیق کیا ہے اور اسے تو نے پانی ملے مٹی کے مادے سے تخلیق کیا ہے۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾

13-ہم نے کہا! (تمہاری بڑائی کی یہ دلیل نہیں ہوسکتی۔ یہ ہمارے حکم سے گریز کی دلیل ہے) اس وجہ سے تم اپنے مقام سے گر گئے ہو کیونکہ تکبر کرنے کا تجھے حق ہی نہیں ہے۔اس لئے اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ تم ان میں شامل ہوگئے ہو جو (تکبر اور نافرمانی کی وجہ سے) ذلت اٹھاتے رہتے ہیں۔لہٰذا، نکل جاؤ یہاں سے۔

قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴﴾

14-اس نے کہا! (اب اگر میری اور آدم کی جنگ ہے) تو مجھے اس وقت تک مہلت عطا کردے جس دن یہ (سب دوبارا) اٹھائے جائیں گے۔

قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

15- جواب ملا! یقیناً تُو ان میں سے ہے جنہیں مہلت دے دی جاتی ہے۔

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾

16- (ابلیس) نے کہا! (اے اللہ) جس طرح تُو نے مجھے میرے عمل کے نتیجے میں تباہ و برباد کیا ہے (یعنی تو نے آدم کی صورت میں ایسی تخلیق میرے سامنے رکھ دی جس کے ظاہری پن سے میں اسے کمتر سمجھ کر نافرمانی اور تکبر میں مبتلا ہو گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تو نے میرے لئے ہمیشہ کے طور پر عزت و سعادت کی راہ بند کر دی)۔ لہٰذا، اب میں بھی (تیری اس تخلیقِ آدم یعنی نسلِ آدم کی گھات) پر بیٹھوں گا اور اُنہیں صراطِ مستقیم یعنی دُرست و متوازن راہ پر چلنے نہیں دوں گا۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

17- پھر میں ان کے سامنے سے، ان کے پیچھے سے، ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ان کے پاس آؤں گا (اور ہر طرف سے ان کو گھیروں گا اور انہیں اس مقام تک لے آؤں گا جہاں) اکثر لوگ تیرا شکر ادا نہیں کیا کریں گے (یعنی جو کچھ تو نے انہیں عطا کیا ہو گا وہ اس کی قدر نہیں کریں گے اور انہیں تخریبی و بے اطمینانی پیدا کرنے والے راستوں کے لئے کام میں لانے کی تگ و دو کیا کریں گے یعنی وہ اللہ کی احسان مندی کا اظہار نہیں کریں گے)۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾

18- (اللہ نے) کہا! (اے ابلیس! یہ وہ مقام ہے جہاں صرف عاجزی اور فرماں پذیری سے بلند مراتب حاصل ہوتے ہیں، نافرمانی اور تکبر اس مقام سے باہر نکال دیتے ہیں۔ لہٰذا) تُو یہاں سے نکل جا (کیونکہ تجھے میں نے اپنی محبت سے محروم کر کے حالتِ) ذلت میں داخل کر کے رد کر دیا ہے۔ چنانچہ جو کوئی وہی طریقہ اختیار کرے گا جو تُو نے کیا ہے (تو نہ صرف وہ بھی اسی حالت میں داخل کر دیا جائے گا جس میں تُو گزر رہا ہے بلکہ پھر) میں ضرور تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔

وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

19- اور (پھر اللہ نے آدم سے کہا) اے آدم! تم اور تمہاری زوجہ سکونت اختیار کرو اور جہاں سے تم چاہو کھایا پیا کرو اور اس شجر کے قریب مت جانا ورنہ تم ان میں سے ہو جاؤ گے جو زیادتی و بے انصافی کے مجرم ہوتے ہیں۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

20-(ادم اور اس کی زوجہ کی یہ زندگی بڑی فراوانیوں اور مسرتوں میں گزر رہی تھی مگر) پھر شیطان نے ان میں وسوسہ پیدا کر دیا تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ان سے پوشیدہ تھیں ان پر ظاہر کر دے۔ اور کہنے لگا! کہ تمہارے نشو ونما دینے والے نے تمہیں اس شجر سے صرف اس لئے روکا ہے تاکہ تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تم ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے نہ بن جاؤ۔

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝21

21-اور (شیطان نے) ان سے قسمیں کھا کھا کر کہا! کہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں (کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں میرا اپنا کوئی فائدہ نہیں، کیونکہ) میں تو تمہارے خیر خواہوں میں سے ہوں (اور میں یہ سب کچھ تمہاری خیر خواہی کے لئے ہی کہہ رہا ہوں)۔

فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۭ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝22

22-چنانچہ (شیطان نے) ان کو دھوکے سے مائل کر لیا۔ لہٰذا، جب انہوں نے شجر چکھا تو ان کے لئے ان کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور وہ اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔ اور ان کے نشو ونما دینے والے نے انہیں ندا دی کہ کیا میں نے تمہیں اس شجر سے منع نہیں کیا تھا؟ اور کہا تھا کہ یقیناً شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

(**نوٹ**: ابلیس۔شیطان۔شر۔ ابلیس کا مادہ (ب ل س) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے مایوس ہو جانا۔ نا امید ہو جانا۔ ابلیس کا اصل نام کیا تھا یہ قرآن میں نہیں بتایا گیا۔ آیت 7/12 کے مطابق اس کی تخلیق آگ سے ہوئی تھی اور آیت 18/50 کے مطابق وہ جنوں میں سے تھا۔ کیا وہ صرف ایک جن تھا یا جنوں کا ایک گروہ تھا جس کی تعداد کا علم نہیں، یہ ایک تحقیق طلب حقیقت ہے۔ محققین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ صرف ایک جن تھا۔ لیکن محققین کے دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ اٰدم، ملائیکہ اور ابلیس کی داستان اصل میں تین مخلوقات کی کہانی ہے اور وقت کے نامعلوم عرصہ در عرصہ کے مطابق اس کہانی کے واقعات رونما ہوئے۔ قرآن کے مطابق انسان اور جن دونوں جنت اور دوزخ میں جائیں گے 7/38۔ یعنی یہ دونوں مخلوقات ذہن وشعور کی مالک ہیں اور انہیں اقرار اور انکار کی طاقت حاصل ہے۔ چنانچہ جنات کا وہ گروہ جو دیگر مخلوقات پر حکمرانی کی امید لگائے بیٹھا تھا وہ مخلوقِ اٰدم کی سرفرازی کو برداشت نہ کر سکا مگر اللہ کے قوانین کے سامنے بے بس رہا اور یوں اُس نے مایوس، نا امید و نامراد ہو کر اللہ کے حکم سے انکار، سرکشی و تکبر کا اظہار کر دیا اور یوں اس نے اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے مخلوقِ اٰدم کو بہکانے کے لئے اللہ سے اجازت طلب کر لی، 7/14۔ چنانچہ اللہ کے حکم سے تکبّر کی بنا پر سرکشی و انکار کی وجہ سے اُسے آیت 2/34 کے مطابق کافروں میں سے کہا گیا ہے یعنی جنات میں بھی اہلِ ایمان اور اہلِ کُفر ہوتے ہیں۔

شیطان: کا مادہ (ش ط ن) ہے۔ شطن کا بنیادی مطلب ہے مضبوط بٹی ہوئی لمبی رسی۔ اور اس کے معنی بہت دُور بہت دُور بھی لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ انہی سے لفظ شیطان کے جو معنی اخذ کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ "وہ صفت جو اللہ کے احکام کی خلاف

ورزیوں میں بہت دُور بہت دُور لئے جاتی ہے اور بٹی ہوئی رسی کی طرح اس راہ پر چلنے والے کی ذہنیت کو ضدی، سخت اور بہت سخت یعنی سرکش اور بہت سرکش کرتی چلی جاتی ہے، 19/44۔ چنانچہ اس کے نتائج بدصورت، تخریبی اور زہریلے ہوتے ہیں۔ ابلیس جن نے یا ابلیس جنات نے کیونکہ یہ صفت اختیار کر لی لہٰذا، وہ شیطان کہلانے لگ گیا یا کہلانے لگ گئے۔ چنانچہ جنات یا انسانوں میں جو کوئی یہ صفت اختیار کرلے گا تو وہ شیطان کہلائے گا۔ اور کوئی شے جو اپنے نتائج یا صورت کی وجہ سے تخریبی یا زہریلی ہوگی تو وہ بھی شیطان کہلائے گی جیسے کہ آیت 37/62 میں ناگ کے پھن جیسی تھوہر کو بھی شیطان کے سر کے مطابق کہا گیا۔ چنانچہ ابلیس کو ہی آیت 20-7/11، 20/116-120 اور 2/36 کے مطابق اسی صفت کے مطابق شیطان کہا گیا ہے۔ یعنی جو بھی یہ صفت اختیار کر لیتا ہے وہ شیطان کہلاتا ہے اور جو اس کا ساتھ دینے والے ہوتے ہیں وہ شیطان کے ولی یا ساتھی یا دوست کہلاتے ہیں۔ جس طرح جو کوئی مرض میں مبتلا ہو وہ مریض کہلاتا ہے اسی طرح جو کوئی شیطانی صفت کو اختیار کر لے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے تو وہ شیطان کہلاتا ہے۔ لہٰذا، آیت 6/112 کے مطابق انسانوں اور جنوں دونوں میں سے شیطان ہوتے ہیں۔

شر: کا مادہ (ش رر) ہے۔ شرر اور شرارہ جیسے الفاظ اسی مادہ سے نکلے ہیں یعنی آگ کی چنگاریاں۔ چنانچہ اسی سے یہ مطلب لیا گیا ہے کہ کوئی ایسی بات، عقیدہ، نظریہ، عادت، احساس، جذبہ، عقل، واقعہ، حرکت، ارادہ، نیت، طریقہ، انداز، اظہار، علم، خاموشی، مسلک، شئے، تخلیق یا کچھ بھی جو انسان کی نشو ونما دینے والی صلاحیتوں یا صلاحیت کو راکھ، خاکستر یا تباہ کرنے کا باعث بنے یا مجموعی طور پر انسانیت کی قدروں یا کسی قدر کو تباہ کرنے کا باعث بنے وہ شر کی وجہ سے ہے جیسے آگ کی چنگاری کسی رزق کے کھلیان کو جلا دینے کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا، شر بذات خود "تخریب وتباہی کی قوت" کو کہا جاتا ہے۔ آیت 113/2 کے مطابق دعا ہے کہ "جو کچھ تخلیق کیا گیا ہے اس کے شر سے (محفوظ فرما) اور آیت 21/35 کے مطابق یوں ہے کہ "ہم نے تمہیں شر اور خیر کی آزمائش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یعنی شر کی ضد خیر ہے یعنی تعمیری اور نشو ونما دینے والی قوت خیر ہے۔ اور جو کچھ بھی تخلیق کیا گیا ہے اس میں شر بھی ہے اور خیر بھی ہے اب یہ انسان پر ہے کہ وہ کس صفت کو اختیار کرتا ہے اور کس کس صفت سے کام لیتا ہے اور کس سے بچتا ہے" جیسے کہ آیت 18/29 میں ہے کہ انسان چاہے تو ایمان کا راستہ اختیار کر لے یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی صداقتوں کا راستہ اختیار کر لے اور چاہے تو انہیں مسترد کر کے ان سے انکار کر دے۔ تاہم اُس جن نے یا جنات کے گروہ نے جسے ابلیس کہا گیا اس نے شر کی ان صفات کو اختیار کیا جو نا امیدی، مایوسی، تکبر اور سرکشی کہلاتی ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ بٹی ہوئی رسی کی طرح مزید پختہ ہو گیا یعنی اُس نے شر کی مزید صفات وقوت کو اختیار کر لیا اور شیطان کہلانے لگ گیا)۔

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

23- ان دونوں نے التجا کی! کہ اے ہمارے نشو ونما دینے والے! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کر لیا ہے اور اگر تُو نے ہمیں اپنی حفاظت میں نہ لیا اور کمال تک جانے کے لئے قدم بہ قدم ہماری مدد و رہنمائی نہ کی تو ہم ضرور خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۲۴﴾

24-اللہ نے کہا! تم اُتر جاؤ۔تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں۔اور تمہارے لئے زمین میں ایک وقت تک ٹھکانہ اور سامانِ زندگی ہے۔

قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ﴿۲۵﴾ ع 2 15 9

25-(اور اللہ نے) کہا! کہ تم اس میں زندگی گذارو گے اور اس میں تمہیں موت آئے گی اور اس سے تم نکالے جاؤ گے۔

(**نوٹ**: اس آیت میں یعنی 7/25 میں ''اِس میں'' سے کیا مراد ہوسکتی ہے؟ پچھلی آیت 7/24، میں دو باتیں کہی گئی ہیں؛ ایک یہ کہ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں'' اس لحاظ سے مطلب ہوگا کہ تم ''اس میں'' یعنی دشمنی و کشمکش کی حالت میں زندگی گزار دو گے اور اگر ''اس میں'' سے مراد ''زمین'' لی جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ تم اس زمین میں زندگی گزارو گے اور مرو گے اور اس میں سے نکال دیے جاؤ گے یا نکالے جاؤ گے۔مگر یہاں یہ لفظ ''تخرجون'' بہت اہم ہے کیونکہ موت کے بعد اٹھانے کے لئے قرآن بعث، یوم البعث استعمال کرتا ہے جیسے 2/56 میں آیت ہے کہ ''ثم بعثنا کم من بعد موتکم'' یعنی پھر ہم نے تمہیں موت کی حالت کے بعد اٹھا کھڑا کیا یا دوبارہ زندہ کر ڈالا۔لہٰذا، زمین کے لحاظ سے ''تخرجون'' کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ تمہیں زمین سے نکال دیا جائے گا یعنی کسی اور زمین میں لے جایا جائے گا۔جیسے کہ قرآن میں آیت 14/48 کے مطابق ہے کہ ''زمین سے زمین بدل دی جائے گی اور آسمان سے آسمان بدل دیا جائے گا''۔لیکن وحی کے یہ اشارے مزید تحقیق کی دعوت دیتے ہیں)۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۲۶﴾

26-(اے نوعِ انساں! یہ ہے تمہاری سرگزشت جس میں تمہارے اور شیطان کے درمیان جنگ جاری ہے۔چنانچہ) اے نسلِ آدم! اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ ہم نے تمہارے لیے لباس نازل کیا تاکہ یہ تمہاری شرمگاہوں کو چھپائے (یعنی برہنگی کی وجہ سے پیدا ہونے والی وہ بُرائیاں جن سے تم شرمندہ ہوسکتے تھے یہ تمہیں ان سے محفوظ کرلے) اور یہ باعثِ زیبائش وخوشنمائی ہو۔مگر تقوی کا لباس ہی بہتر ہے (یعنی ظاہری لباس اُسی وقت ہی خوشنما لگتا ہے اور جسم کی حفاظت کرتا ہے جب باطنی طور پر انسان نے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچنے کا تہیہ کر رکھا ہو۔یاد رکھو) یہ اللہ کے احکام وقوانین ہیں تاکہ وہ (یعنی انسان) اس سے سبق آموز آگاہی حاصل کریں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۲۷﴾

27-اور اے نسلِ آدم! (آگاہ رہو، کہیں) شیطان تمہیں تباہ کن آزمائش میں مبتلا نہ کردے جیسے کہ اس نے تمہارے ماں

باپ کو جنت سے نکال دیا، ان سے ان کا لباس اتروا دیا تا کہ انہیں ان کی شرمگاہیں دکھا دے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اور اسی کی طرح کے اس کے ساتھی تمہیں (وہاں سے) دیکھتے ہیں جہاں سے تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے شیطانوں کو ایسے لوگوں کا دوست بنا دیا ہے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کیے ہوئے ہوتے ہیں۔

(**نوٹ**: یہ آیت 7/27 آدم کی سرگزشت میں لباس کے حوالے سے ایک اہم تجسس بھرا سوال پیش کر کے آگاہی دیتی ہے کہ زمین پر بسنے سے پہلے آدم اور اُس کی ساتھی جس جنت یا راحتوں کے مقام پر رہ رہے تھے وہاں وہ باقاعدہ لباس میں ہوا کرتے تھے اور وہ برہنہ نہیں تھے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ کوئی قدرت کی طرف سے لباس میّسر تھا یا وہ خود کوئی لباس تیار کیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''آدم اور اُس کی بیوی'' تو کیا شجر چکھنے سے پہلے وہ شرمگاہوں سے واقف نہیں تھے اور اگر نہیں واقف تھے تو اُنہیں میاں بیوی کس زمرے میں کہا گیا ہے۔ ایسی آیات سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ''آدم اور اُس کی زوجہ'' مردوں اور عورتوں کی ایک مخلوق تھی جو نامعلوم زمانے میں نامعلوم وقت تک ایسی ترقی یافتہ تھی کہ اُس نے اُس مقام کو جہاں وہ بسے ہُوئے تھے اُسے راحتوں کا مقام بنا ڈالا تھا۔ وہاں اُن میں کوئی لڑائی جھگڑا اور اختلاف، لالچ وخوف تک نہیں تھا اور یوں اَمن، آسائشیں، مسرتیں اُن پر طاری رہتی تھیں۔ لیکن کسی نامعلوم زمانے میں شیطان نے اُنہیں شجر کا مزہ چکھا دیا اور شجر کا بنیادی مطلب بھی اختلاف ہی ہے اور درخت کو بھی شجر اُس کی جڑوں اور شاخوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے یا منتشر ہونے کی بُنیاد پر ہی کہا جاتا ہے۔ یعنی اُنہیں آپس میں اختلافات کا مزہ چکھا دیا اور اُنہی اختلافات کی وجہ سے آخرِ کار کسی نامعلوم زمانے میں وہ لوگ آپس میں اس قدر دست وگریباں ہوئے کہ اُن کی ہر شے تباہ ہوگئی یہاں تک کہ لباس کے ذرائع بھی اُن سے چھوٹ گئے اور وہ بے لباس ہو کر رہ گئے اور پھر وہ اپنی شرمگاہیں درختوں کے پتوں تک سے ڈھانپنے لگ گئے۔ چنانچہ موجودہ انسان کی سرگزشت کا زمین پر ابتدائی دور بھی ایسا ہی ہے جہاں وہ درختوں کے پتوں سے اپنی شرمگاہیں ڈھانپتا تھا۔ انسان میں شرم وحیا کا یہ احساس شروع میں ہی کیسے پیدا ہو گیا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ انسان اُسی مخلوقِ آدم کی نسل ہے جس سے راحتوں کا مقام چھن گیا تھا اور اُسے اللہ نے پھر مہلت عطا کر دی کہ وہ شیطان سے بچے اور اللہ کے احکام وقوانین پر چلتی رہے۔ لیکن یہ سب کُچھ مزید تحقیق کی دعوت دیتا ہے)۔

وَاِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً قَالُوۡا وَجَدۡنَا عَلَيۡهَاۤ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ ؕ اَتَقُوۡلُوۡنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝۲۸

28- اور جب (ایک نسل برہنگی شروع کر دے اور دوسری اقدار توڑتی رہے تو اگلی نسل انہی طریقوں کو پیمانے بنا لیتی ہے۔ پھر جب) وہ کوئی جنسی اقدار توڑنے والے کام کرتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں! کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو اسی طرح کرتے پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اسی کا حکم دے رکھا ہے۔ (لیکن اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ اللہ طے شدہ جنسی

اقدار کو توڑنے کا حکم نہیں دیا کرتا (اور ان سے پوچھو کہ) کیا تم اللہ پر ایسی باتیں کرتے ہو جن کے بارے میں تمہیں علم ہی نہیں ہے؟

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۟ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۥ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۟ؕ ﴿۲۹﴾

29-(لہٰذا، اے رسولؐ) کہہ دو! کہ میرا نشو ونما دینے والا انصاف کا حکم دیتا ہے۔ اور تم اپنا رخ (یعنی اپنی توجہ) اللہ کے تمام احکام وقوانین کی مکمل اطاعت کی جانب قائم رکھو۔ اور دعائیں مانگتے رہو کہ اُسی کی خاطر یعنی صرف اللہ کی خاطر دینِ خالص میسر آئے (یعنی یہ دعائیں مانگو کہ جو نازل کردہ نظامِ زندگی ہم نے اپنایا ہے اس میں ہماری طرف سے کسی قسم کا شرک یا ایسی بات نہ شامل ہونے پائے جس سے اللہ نے منع کر رکھا ہے۔ اور یاد رکھو کہ) جیسے وہ تمہیں پہلے پہل نہ ہونے سے ہونے میں لے کر آیا اُسی طرح تم لوٹ کر (واپس اسی کی طرف چلے جا رہے ہو)۔

فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

30-(بہر حال، اے نسلِ آدم! یاد رکھو! تم میں دو ہی گروہ ہیں) ایک گروہ کو اطمینان بھری منزل کو جانے والی روشن راہ دکھا دی گئی اور ایک گروہ پر گمراہی حقیقت بن گئی۔ (کیونکہ) اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا رکھا تھا۔ اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع 3 6 10

31-اے نسلِ آدم! اللہ کے تمام احکام وقوانین پر مکمل عمل کرتے ہوئے (کُلِّ مسجدٍ) حسین وجمیل بن کر رہو۔ اور کھاؤ اور پیو مگر بے جا خرچ نہ کرو۔ کیونکہ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ اللہ بے جا خرچ کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳۲﴾

32-(لیکن جو اپنی اپنی سوچ اور اپنے اپنے عقیدوں کے مطابق زیبائش وآرائش ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں تو اے رسولؐ! ان سے) پوچھو! کہ وہ کون ہیں جس نے ان زیب وزینت کی چیزوں کو حرام کر دیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر کی ہوئی ہیں اور رزق کی نشو ونما کے سامان سے طیبات یعنی وہ چیزیں جو شخصیت کی نشو ونما میں خرابیاں پیدا

کرنے والی نہیں ہیں بلکہ نشو ونما کرنے والی ہیں، (انہیں کس نے حرام کیا ہے؟ کیونکہ حلال چیزوں کوحرام قرار دینے کی کسی کوبھی اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا، اے رسولؐ) کہہ دو! کہ یہ (زینت وآرائش کی ساری چیزیں) دنیا کی زندگی میں بھی اہلِ ایمان کے لئے ہیں اور قیامت کے دن تو (خوشنما چیزیں) خالصتاً انہی کے لئے ہوں گی۔ چنانچہ وہ قوم جوعلم سے کام لیتی ہے ہم ان کے لئے اپنے احکام وقوانین اسی طرح تفصیل سے بیان کردیتے ہیں۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾

33- (لہٰذا، اے رسولؐ! ان سے) کہہ دو! کہ میرے نشو ونما دینے والے نے فحش کویعنی جنسی قدریں توڑنے کو چاہے وہ ظاہری ہوں یا پوشیدہ طور پر ہوں انہیں حرام قرار دیا ہے اور گناہ کو اور بلا جواز سرکشی (کوحرام قرار دیا ہے)۔ اور اس بات کو کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی (کوحرام قرار دیا ہے)۔ اور یہ کہ تم اللہ پر ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں خود علم نہیں (کو بھی حرام قرار دیا ہے)۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۴﴾

34- بہرحال، ہراُمت کے (لوگوں کے سنورنے کے لئے) ایک مدت مقرر ہے پھر جب ان کا وقت آجاتا ہے تو وہ ایک لمحہ کے لئے بھی نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۵﴾

35- (اسی لئے) اے نسلِ آدم! (ہم نے یہ آگاہی آدم کے ساتھ ہی نازل کردی تھی کہ) اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو تمہارے سامنے میرے احکام وقوانین وسچائیاں بیان کریں تو جو کوئی تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے انہیں اختیار کرلے اور وہ سنورنے سنوارنے کی راہ پر چل پڑے تو پھر ان پر نہ (مستقبل کے) خوف واندیشے طاری ہونگے اور نہ وہ (گزری ہوئی زندگی کے) غم اور پچھتاووں میں مبتلا ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۶﴾

36- اور (ان کے برعکس) جن لوگوں نے ہماری سچائیوں واحکام وقوانین کو جھٹلا دیا اور ان سے تکبر سے پیش آتے رہے تو یہ وہی ہیں جو (دوزخ کی) آگ والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ

كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾

37-چنانچہ (یہ تو ہیں ایسے اصول جن کو اپنانے سے نہ مستقبل کے خوف ہونگے اور نہ ماضی کے غم، لیکن ذرا سوچو کہ) ایسے شخص سے بڑھ کر زیادتی و بے انصافی کرنے کا مجرم اور کون ہوگا جو اپنی طرف سے جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ سے منسوب کر دے یا اللہ کی سچائیوں و احکام وقوانین کو جھٹلائے (تو پھر ایسے گناہوں کے لئے جو کتاب یعنی) جو ضابطے مقرر کر دیے گئے ہیں تو ان کے مطابق اسے اپنا حصہ مل کر رہے گا۔ یہاں تک کہ (ان کی زندگی کے دن) پورے ہونے پر جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) آئیں گے، (تو وہ ان سے) پوچھیں گے! کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے! کہ وہ تو گم ہوگئے۔ یوں وہ خود اپنے آپ کے خلاف گواہی دیں گے کہ انہوں نے واقعی نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کر رکھی تھی۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾

38-(اور پھر) اللہ کا حکم ہوگا! کہ تم بھی اسی (جہنم کی) آگ میں داخل ہو جاؤ جس میں تم سے پہلے گزری ہوئی جنوں اور انسانوں کی اُمتیں جا چکی ہیں۔ جس وقت بھی کوئی اُمت (دوزخ میں) داخل ہوگی تو وہ اپنی ساتھی (پہلی امت) پر لعنت کرتی ہوئی (داخل ہوگی)۔ حتیٰ کہ جب سب وہاں جمع ہو جائیں گی تو ہر بعد والی (امت) پہلی (امت) کے بارے میں کہے گی! کہ اے ہمارے نشوونما دینے والے! یہ ہیں (وہ لوگ) جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا۔ لہٰذا، انہیں آگ کا دوہرا عذاب دے۔ جواب آئے گا! کہ ہر ایک کے لئے (جو اس طرح کا گنہگار رہے) دوہرا (عذاب) ہے مگر تمہیں اس کا علم نہیں ہے۔

وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۳۹﴾ ع 4/8/11

39-اور ان کا پہلا (گروہ) اپنے دوسرے (گروہ) سے کہے گا (کہ اگر ہم گنہگار تھے اور دوہرے عذاب کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں تو) تمہیں ہم پر کونسی فضیلت میسر آئی ہے (کہ تمہارا عذاب کم کیا گیا ہو، تم بھی تو دوہرے عذاب میں ہی مبتلا ہو) لہٰذا، جو کچھ تم کماتے رہے ہو اس کے لئے چکھو عذاب کا مزا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۰﴾

40-اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ جن لوگوں نے ہماری سچائیوں واحکام وقوانین کو جھٹلایا اوران کے ساتھ تکبر کے ساتھ پیش آتے رہے تو ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ ہی وہ جنت میں داخل ہو سکیں گے (کیونکہ ان کے اس روّیہ کی بنا پران کا آسمانوں میں اور جنت میں داخل ہونا اتنا ہی ناممکن ہے) جتنا کہ سوئی کے سوراخ میں اونٹ کا داخل ہونا (ناممکن) ہے۔اور مجرموں کو ہم (ان کے جرائم کی) اسی طرح سزادیا کرتے ہیں۔

(نوٹ: یہ آیت ایسی قوموں کو نہایت اہم آگاہی فراہم کرتی ہے جو نازل کردہ سچائیوں کو سمجھتے ہیں اوران کو جھٹلانے کی بجائے ان پر چل پڑتے ہیں تو ان کے لئے دنیا میں آسمان کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ آسمانوں میں آگے سے آگے جا سکیں گے اور آخرت میں وہ جنت کے حقدار ہوں گے)۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤١﴾

41-(اور) ان کے لئے (یعنی کافروں اور ظالموں کے لئے) اوڑھنا بچھونا جہنم (کا عذاب) ہوگا اور ظالموں کو یعنی جو دوسروں کے حقوق میں کمی کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی وبے انصافی کے مجرم ہوتے ہیں تو ان کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۫ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٤٢﴾

42-اور (ان کے برعکس) جو لوگ نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمینان وبے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں اور سنورنے سنوارنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں (اور اس راہ میں جو مصیبتیں ومشکلات آئیں تو وہ ان کا سامنا کرتے رہتے ہیں اور ثابت قدمی سے ڈٹے رہتے ہیں کیونکہ) ہم کسی نفس کو اس کی ہمت وطاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ،تو یہی وہ لوگ ہیں جو اہلِ جنت ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾

43-اور جو کچھ ان کے سینوں میں رنج وناخوشی ہوگی وہ ہم کھینچ لیں گے (اور وہ ایسی جنتوں میں رہیں گے) جن کے نیچے ندیاں رواں ہونگی اور تب وہ پکار اٹھیں گے کہ ساری کی ساری تحسین وآفرین صرف اللہ ہی کے لئے ہے کیونکہ اسی نے ہمیں اطمینان بھری منزل کو جانے والی روشن راہ دکھائی تھی ورنہ ہم یہ ہدایت نہ پا سکتے تھے اگر اللہ ہمیں یہ راہ نہ دکھاتا۔ اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ ہمارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے جو رسول آئے وہ سچائیاں ہی لے کر

آئے تھے اور تب انہیں آواز دی جائے گی کہ تم لوگ ان اعمال کے باعث جو تم کرتے رہے ہو اس جنت کے وارث بنا دیے گئے ہو (جس کی آرزو اہلِ ایمان کو ہوتی ہے)۔

وَنَادٰٓى اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلۡ وَجَدْتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقًّا ؕ قَالُوۡا نَـعَمۡ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ ۙ﴿۴۴﴾

44-اور جنت میں رہنے والے دوزخ میں رہنے والوں کو آواز دیں گے کہ ہمارے رب نے ہم سے جو وعدے کئے تھے، ہم نے واقعی انہیں سچا پایا ہے۔ لیکن (تم یہ بتاؤ کہ) کیا تمہارے رب نے جو وعدہ (تم سے) کیا تھا، وہ بھی سچا پایا؟ وہ کہیں گے! کہ ہاں! (اللہ کا وعدہ بالکل سچ ثابت ہوا اور ہمارے اعمال کے نتائج ہمارے سامنے آ گئے ہیں) پھر ان کے درمیان ایک پکارنے والا پکارے گا کہ اللہ کی لعنت ایسے لوگوں پر جو ظلم کیا کرتے تھے (یعنی اللہ نے ایسے لوگوں کو اپنی محبت سے دور کر دیا جو دوسروں کے حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کیا کرتے تھے یا ان پر ناحق جبر و تشدد کیا کرتے تھے)۔

وقف لازم

الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ كٰفِرُوۡنَ ۘ﴿۴۵﴾

45-(کیونکہ یہ وہی ہیں جو) لوگوں کو اللہ کا راستہ اختیار کرنے سے روکتے تھے (اور اپنی دلیلوں سے اللہ کے احکام و قوانین میں) ٹیڑھ تلاش کرتے تھے (تاکہ لوگ ان پر عمل نہ کر سکیں) اور وہ آخرت کا انکار کرنے والے تھے (اس لئے وہ ایسا کیا کرتے تھے)۔

وَبَيۡنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ بِسِيۡمٰٮهُمۡ ۚ وَنَادَوۡا اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ ۟ لَمۡ يَدۡخُلُوۡهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُوۡنَ ﴿۴۶﴾

46-اور دونوں (گروہوں یعنی اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ) کے درمیان ایک پردہ ہوگا۔ اور بلند مقامات پر ایسے لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اس کی نشانیوں سے پہچان لیں گے (کیونکہ کُفر اور ایمان واضح طور پر علیحدہ علیحدہ ہیں اس لئے وہ پہچان جائیں گے کہ کون جنتی ہیں اور کون دوزخی ہیں) چنانچہ وہ جنت والوں کو آواز دے کر کہیں گے کہ "سلامتی ہو تم پر" (یعنی تم ایسی حالت میں داخل ہو گئے ہو جہاں بے خوف مسرتیں ہیں اور اطمینان ہے۔ اُن کی یہ آواز ان لوگوں کے لئے بڑی خوشگوار اور چونکا دینے والی ہوگی کیونکہ یہ لوگ ابھی) جنت میں داخل تو نہیں ہوئے ہوں گے مگر اس کے امیدوار ہوں گے۔

(نوٹ: الاعراف: العرف کے لفظ سے اخذ کیا گیا ہے اور اس کا مادہ (ع رف) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے "مہک" یعنی

کسی کی مہک سے جان لینا۔ اسی سے اس کے معنے پہچان میں آئے ہیں۔ چنانچہ تعارف، عرفان، عرفات، تعریف جیسے الفاظ اسی سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اسی لفظ سے معرفت نکلا ہے جس کا مطلب ہے اللہ کی صفات کو پہچاننا اور ان کے مطابق سرگرمِ عمل رہنا ''ایسا کرنے والے کو'عارف اللہ'' کہا جاتا ہے۔ البتہ معرفت کا لفظ قرآن میں نہیں ہے۔ جہاں تک الاعراف کا تعلق ہے، تو عام طور پر اعراف اس مقام کو کہا جاتا ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان میں کہیں ہوگا اور اس مقام والوں کو اہلِ اعراف کہا جاتا ہے۔ مگر اس مطلب یا مفہوم کے مطابق اعراف والوں کو سمجھنے کی کوشش کرنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اعمال کے حساب سے قرآن نے انسانوں کو صرف دو گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے، یعنی اصحاب الجنتہ اور اصحٰب النار۔ لہٰذا، قرآن میں کسی ایسے تیسرے گروہ کا ذکر نہیں جو درمیان میں معلق ہو اور اُسے اعراف کہا گیا ہو، کیونکہ اہلِ اعراف کا مقام اتنا بلند بتایا گیا ہے کہ وہ تمام اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کو ان نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ چنانچہ بلندی کے اعتبار سے اعراف کا صحیح مفہوم ''بلند مقامات'' ہے۔ لہٰذا، اہلِ اعراف کا طبقہ بلند ترین انسانوں کا ہے۔ یہ حضرات اپنے اپنے گروہوں پر بطورِ شاہد یعنی بطورِ گواہ سامنے آئیں گے، (4/41)۔ اہلِ اعراف اصحاب الجنتہ میں سے غالباً وہ طبقہ ہے جسے السابقون اور المقربون کہہ کر پکارا گیا ہے (56/10,11)۔ اور اہلِ ایمان کی یہی وہ جماعت ہے جسے، 2/143 میں ''شھداء علی الناس'' کہا گیا ہے یعنی نوعِ انسان پر جو گواہ ہیں یا وہ لوگ جو نوعِ انسان کے لئے بلند ترین مقامات حاصل کرنے کے لئے ایک پیمانہ ہیں)۔

ع 5 8 12

وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

47- اور جب ان کی نگاہیں (یعنی ان لوگوں کی نگاہیں جنہیں اہلِ اعراف نے جنتی ہونے کا اشارا دیا ہوگا) دوزخ والوں کی طرف پھیری جائیں گی، تو وہ کہیں گے! کہ اے ہمارے نشو و نما دینے والے! ہمیں ایسی قوم کے لوگوں میں شامل نہ کرنا جو دوسروں کے حقوق کو کم کر کے یا ان سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کے مجرم بنتے رہے (یا بے گناہ انسانوں پر ناحق جبر و تشدد کرتے رہے)۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٤٨﴾

48- اور اعراف پر رہنے والے، جن لوگوں کو ان کی نشانیوں سے ہی پہچان جائیں گے کہ یہ (دوزخی) ہیں تو انہیں (آواز دے کر) کہیں گے! کہ (دیکھ لیا تم نے) کہ نہ تمہاری جماعتیں کسی کام آسکیں اور نہ ہی تمہارا تکبر جو تم کیا کرتے تھے (کسی کام آسکا)۔

اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٤٩﴾

49- (اور وہ جنت میں جانے والوں کی طرف اشارا کر کے ان جہنم والوں سے کہیں گے) کیا یہ وہی لوگ نہیں جن کے

متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ انہیں کبھی اللہ کی رحمت میسر نہیں آئے گی۔ (دیکھو! آج) انہی لوگوں سے کہا جا رہا ہے! کہ تم داخل ہو جاؤ اس جنت میں جہاں نہ تم پر (مستقبل) کے خوف و اندیشے اور نہ (ماضی) کے غم و پچھتاوے ہوں گے۔

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَۙ ۝۵۰

50- اور دوزخ والے جنت والوں کو آوازیں دیں گے کہ (یا تو اس زندگی بخش) پانی میں سے ہمیں بھی کچھ دے دو (جو تمہیں میسر آیا ہے) یا جو رزق تمہیں اللہ کی طرف سے ملا ہے اس میں سے تھوڑا سا ہمیں عطا کر دو۔ وہ جواب دیں گے! کہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ اللہ نے یہ دونوں ایسے لوگوں پر حرام کر دیے ہیں جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے سرکشی اختیار کئے رکھتے تھے۔

الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا‌ ۚ فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ۝۵۱

51- (اور یہ لوگ اس لئے ان نعمتوں سے محروم کر دیے گئے ہیں، کیونکہ) انہوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا رکھا تھا اور انہیں دنیا کی زندگی کی (جاذبیتوں) نے فریب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ لہٰذا، آج ہم انہیں اسی طرح فراموش کر دیں گے جیسے وہ (ہم سے) اپنے اس دن کی ملاقات کو بھولے ہوئے تھے اور جیسے وہ ہماری سچائیوں و احکام و قوانین کا انکار کیا کرتے تھے۔

وَلَـقَدۡ جِئۡنٰهُمۡ بِكِتٰبٍ فَصَّلۡنٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝۵۲

52- حالانکہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ ہم ان کے پاس ایسی کتاب (یعنی قرآن کا ضابطہءِ حیات) لائے جسے ہم نے اس علم سے تفصیلاً بیان کر دیا تھا جو اطمنان بھری منزل کے لئے رہنمائی فراہم کرنے والا تھا اور وہ اس قوم کے لئے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر چکی ہو کو قدم بہ قدم مدد و رہنمائی دیتے ہوئے اُسے اُس کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ‌ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ فَهَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَيَشۡفَعُوۡا لَنَاۤ اَوۡ نُرَدُّ فَنَعۡمَلَ غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَـعۡمَلُ‌ ؕ قَدۡ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ۝۵۳ ع

ع 6 6 13

53-(اِس قدر واضح حقائق کوتسلیم نہ) کرنے والے کیا اس کے سوا کسی اور دلیل کے منتظر ہیں؟ (بہر حال) وہ دن جب دلیل بن کر سامنے آ جائے گا تو وہی لوگ جنہوں نے اس سے پہلے اسے فراموش کر رکھا ہوگا، وہ کہہ اٹھیں گے! کہ اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ ہمارے نشو ونما دینے والے کے رسول سچائیاں ہی لے کر آئے تھے۔ لیکن کیا ہمارے حق میں بات کرنے والوں میں کوئی ایسے ہیں جو ہماری تقویت کے لئے ہمارے ساتھ آ کھڑے ہوں؟ یا ہم (پھر دنیا میں) لوٹا دیے جائیں تا کہ ہم ان کے برعکس کام کریں جو ہم پہلے کرتے رہے۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے (غلط راہ پر چل کر) اپنے نفسوں کو خسارے میں مبتلا کیے رکھا۔ اور وہ جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ سے منسوب کیا کرتے تھے، وہ سب کچھ ان سے گم ہو گیا (اور یوں وہ دوزخ والے بن کر رہ گئے)۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

54-(حالانکہ اے نوعِ انسان! تم جس اللہ کے احکام وقوانین کو تسلیم نہ کر کے ان کی خلاف ورزی کرتے ہو، تو اگر تم) تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ اللہ وہ ہے جو تمہاری نشو ونما کرنے والا ہے اور جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ مراحل میں توازن وتناسب کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کرنے کے بعد اسے ضابطے رکھنے والی قوت پر اٹل قائم کر دیا۔ وہی رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے اور ہر ایک دوسرے کے تعاقب میں تیزی سے لگا رہتا ہے۔ اور سورج اور چاند بلکہ سارے کے سارے اجرامِ فلکی اسی کے قوانین میں جکڑے جا چکے ہیں اور وہ اپنی مرضی کر ہی نہیں سکتے۔ چنانچہ پوری آ گاہی حاصل کر لو کہ صرف اللہ ہی تناسب وتوازن کے پیمانے کے مطابق وجود پذیر کرنے والا ہے اور اپنے قوانین کا پابند کرنے والا ہے۔ اور یہ وہی اللہ ہے جو ثبات و استحکام اور نشو ونما عطا کرنے والا ہے (اسی لئے یہ وہی ہے جو) سارے کے سارے علم دینے والے جہانوں کی پرورش کرنے والا ہے۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝

55-(لہٰذا، یہ ہے وہ اللہ جس کی تم تخلیق ہو۔ اس لئے) تم اپنے نشو ونما دینے والے سے گڑگڑا کر اور خاموشی سے دعائیں مانگا کرو۔ مگر اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ وہ طے شدہ حدوں کو توڑنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

56-اور (اب جبکہ) زمین میں سنورنے سنوارنے کے متعلق (مکمل آگاہی عطا کی جا چکی ہے) تو اس کے بعد حسن و توازن مت بگاڑو بلکہ خوف ولالچ سے اس سے دُعا مانگا کرو۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ کمال تک لے جانے والی اللہ کی مدد ورہنمائی اُن کے قریب ہوتی ہے جو اللہ کی نازل کردہ مستقل اقدار کے مطابق زندگی کا حسن وتوازن بڑھانے کی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِىْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

57-اور (ایک بار پھر تم ذرا اسی قوت کے ضابطوں اور قوانین پر غور کرو اور دیکھو کہ اس میں اللہ نے کس طرح نشوونما کا کیا انتظام بھر رکھا ہے! لہٰذا، یہ) وہی ہے جو اپنی رحمت (یعنی جب وہ مرحلہ وار بارش کی صورت میں اپنی مدد ورہنمائی فراہم کر رہا ہوتا ہے تو اس) سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھالاتی ہیں تو ہم ان کو کسی مُردہ علاقے (یعنی وہ علاقہ جہاں پانی کی کمی کی وجہ سے نباتات مرجھا چکی ہوں یا مرجھا رہی ہوں) کی طرف ہانک دیتے ہیں۔ پھر ہم اس کے ذریعے پھل پھول نکالتے ہیں۔ اسی طرح مُردوں کو (جہاں جہاں اور جیسے جیسے بھی وہ ہوں گے) ہم نکال لائیں گے۔ (بہرحال، جو کچھ واضح کیا گیا ہے) اس کا مقصد یہ ہے کہ تم سبق آموز آگاہی حاصل کرو۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۚ وَالَّذِىْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ؕ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّشْكُرُوْنَ ﴿۵۸﴾ ع 7/5/14

58-اور (اس مثال پر مزید غور کرو اور دیکھو کہ) جس علاقے (کی زمین) خرابیوں سے پاک نشوونما دینے والی ہوتی ہے وہاں اللہ کے قانون کے مطابق نباتات نکلتی چلی جاتی ہیں۔ اور (اس کے برعکس وہ زمین) جو خرابیوں سے بھری ہوئی نشوونما نہ کرنے والی ہوتی ہے تو اس سے تھوڑی سے بے فائدہ چیز کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (لہٰذا) اسی طرح ہم اپنی سچائیاں واحکام وقوانین کو اُس قوم کے لئے بار بار بیان کرتے ہیں جو ان کی قدر کرنے والی ہوتی ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

59-(کائنات کے حقائق پر غور کرنے کے بعد اب اے نوعِ انسان! ذرا اپنی سرگزشت پر غور کرو، جسے) تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ لہٰذا، اس نے کہا! اے میری قوم! تم اللہ کی مکمل اطاعت کرو

یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی مکمل اطاعت کرو؛ اس کے سوا کسی کی پرستش مت کرو۔ (اگر تم اللہ کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ خداؤں کی پرستش واطاعت کرتے رہے تو پھر) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ مجھے تم پر ایک عظیم دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (جو تمہیں اپنی گرفت میں لے لے گا)۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۶۰

60-(لیکن جب) اس کی قوم کے الملا نے یعنی اُن بڑے لوگوں نے جو اپنے مال ودولت اور اختیارات (کی وجہ سے دوسروں سے زیادہ طاقتور تھے (یہ بات سنی تو) کہا! کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم یقیناً غلط راستے پر چل رہے ہو (حالانکہ جس راستے پر ہم چل رہے ہیں اس پر چلنے سے ہمیں بہت زیادہ مال ودولت اور قوت حاصل ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ اس سے ہم پر تباہی آئے گی)۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝۶۱

61-(نوحؑ نے) کہا! اے میری قوم (تم غور کیوں نہیں کرتے کہ) نہ میں خود غلط راستے پر ہوں (اور نہ ہی تمہیں غلط راستے کی طرف دعوت دیتا ہوں)۔ میں اس اللہ کی طرف سے رسول ہوں جو سارے عالمین کی نشوونما کرنے والا ہے۔ (اور تمہیں یہ پیغام اس لئے غلط نظر آتا ہے کہ تم صرف اپنی نشوونما کی فکر کرتے ہو اور اللہ سارے عالمین کی نشوونما کا ذمہ دار ہے)۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۝۶۲

62-(لہٰذا، یہ وہ) پیغامات ہیں جو میں اپنے نشوونما دینے والے کی جانب سے تم تک پہنچا رہا ہوں۔ اور میں تمہیں سبق آموز آگاہی دے رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم حاصل ہے جو علم تمہیں حاصل نہیں ہے۔

اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۝۶۳

63-(اور) کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ تمہارا نشوونما دینے والا اپنی تعلیم وآگاہی کو تم تک ایک ایسے آدمی کے ذریعے پہنچا رہا ہے جو تم میں سے ہے (اور تم جیسا ہے اور انسانوں سے مختلف کیوں نہیں؟ حالانکہ تمہیں غور تو اس بات پر کرنا چاہیے کہ وہ پیغام کیا ہے؟ جس کے لئے یہ رسول بھیجا گیا ہے۔ یاد رکھو! کہ یہ اس لئے آیا ہے) تاکہ تمہیں اللہ کے احکام وقوانین کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کر دے اور تم ان سے بچنے کے لئے ان احکام وقوانین کو اختیار کرلو۔ اور اس کا مقصد یہ ہے کہ قدم بہ قدم تمہاری مدد ورہنمائی کی جاتی رہے اور تم اپنے کمال تک پہنچ جاؤ۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ۝۶۴ ع 8 6 15

64-(نوحؑ، رسول کی حیثیت سے انہیں براہِ راست تنبیہہ پر تنبیہہ کیے جا رہا تھا) لیکن ان لوگوں نے اسے جھٹلا دیا۔ لہٰذا (نتیجہ یہ ہوا کہ آخرِ کار انہیں ایک خوفناک سیلاب کی صورت میں پانی کے عذاب نے آلیا۔ مگر ایسے میں) ہم نے نوح اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں (سوار کر کے) بچا لیا۔ اور ان لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا جو ہماری سچائیوں و احکام و قوانین کو جھٹلایا کرتے تھے۔ تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ وہ قوم (عقل و شعور سے کام نہ لینے کی وجہ سے) اندھی ہو کر رہ گئی تھی (ورنہ نوحؑ ان کے سامنے کشتی بنا رہا تھا اور آنے والے سیلاب سے انہیں آگاہ کر رہا تھا۔ وہ ذرا بھی عقل و فکر سے کام لیتے تو اس کی بات ان کی سمجھ میں آجاتی)۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾

65-اور (قومِ نوحؑ کی طرح اب ایک اور قوم کے حال پر غور کرو کہ کس طرح اللہ کے اٹل ضابطے اور قوانین اللہ کے احکام و قوانین کی خلاف ورزی کرنے والوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بہر حال' قومِ عاد کا قصہ یوں ہے کہ) ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی بندوں میں سے ہُود کو بھیجا۔ اُس (نے بھی اپنی قوم سے یہی) کہا! کہ تم صرف اللہ کی غلامی اختیار کرو (یعنی صرف اللہ کی مکمل اطاعت کرو) اور اس کے سوا کسی اور کی مت پرستش کیا کرو کیونکہ ان احکام و قوانین کی خلاف ورزی سے جو تباہ کن نتائج نکلیں گے تو کیا تم ان سے بچنا نہیں چاہتے ہو؟

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۶۶﴾

66-(قومِ نوحؑ کی طرح) ہُود کی قوم کے جو الملا تھے یعنی وہ بڑے لوگ جو اپنے مال و دولت یا اختیارات کی وجہ سے دوسروں سے زیادہ طاقتور تھے، اور نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کر رہے تھے، (انہوں نے) کہا! کہ ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ تم واقعی عقل و شعور کھو بیٹھے ہو (کیونکہ تم جو کہتے ہو کہ ہمارے طریقے ہمیں تباہیوں کی طرف لے جائیں گے تو یہ ممکن ہی نہیں اور دوسرے یہ کہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمہیں جو پیغام ملا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے تو) اس لئے ہم واقعی یہ سمجھتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶۷﴾

67-ہُود نے جواب دیا! اے میری قوم! میں عقل و شعور نہیں کھو بیٹھا (بلکہ پھر تمہیں بتا رہا ہوں کہ میں جو کہہ رہا ہوں وہ بالکل ٹھیک ہے) اس لئے کہ میں (اُس اللہ) کی طرف سے رسول ہوں جو سارے عالمین کی نشو و نما کرنے والا ہے۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ﴿۶۸﴾

68-اور میں تمہیں اپنے نشو و نما دینے والے کے پیغامات پہنچا رہا ہوں۔ (اور تم یقین کر لو کہ میں اللہ کی بات میں ایک لفظ

بھی آگے پیچھے نہیں کرسکتا کیونکہ) میں تمہارا امین ہوں اور ایک بہترین زندگی کے لئے تمہارا خیر خواہ ہوں۔

اَوَعَجِبۡتُمۡ اَنۡ جَآءَكُمۡ ذِكۡرٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ عَلٰى رَجُلٍ مِّنۡكُمۡ لِيُنۡذِرَكُمۡ‌ؕ وَاذۡكُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَكُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّزَادَكُمۡ فِى الۡخَلۡقِ بَصۜۡطَةً‌ ۚ فَاذۡكُرُوۡۤا اٰلَۤاءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۝۶۹

69-(مگر) کیا تمہیں اس بات پر حیرت ہے؟ کہ تمہارے پاس تمہارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے تم ہی میں سے ایک آدمی پر تعلیم وآگاہی آئی، جس کا مقصد یہ ہے کہ! وہ تمہیں اللہ کے احکام وقوانین کی خلاف ورزیوں کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کردے۔ (تم سوچو کہ قومِ نوحؑ کیوں تباہ ہوئی؟ اس لئے کہ اس نے غلط طریقے اور غلط عقیدے اختیار کررکھے تھے)۔ چنانچہ یاد کرو کہ جب اس نے تمہیں قومِ نوح کے بعد جانشین بنایا اور تمہاری آبادی بڑھا کر (اسے وسیع علاقے میں آباد کردیا) اور تمہاری قوت میں (بھی اضافہ کردیا اور فراوانیاں اور فراخیاں بھی عطا کردیں) تو پھر تم اللہ کی نوازشات (یعنی اللہ کی دی گئی اپنی مسرتوں اور خوشحالیوں) کو پیش نظر رکھو تا کہ تم یقینی طور پر اطمینان بھری کامرانیوں سے ہمکنار ہو سکو۔

قَالُوۡۤا اَجِئۡتَنَا لِنَعۡبُدَ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا‌ ۚ فَاۡتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ۝۷۰

70-انہوں نے کہا! کیا تم ہمیں یہ کہنے کے لئے آئے ہو! کہ ہم صرف اللہ واحد کی ہی پرستش کیا کریں اور اُن کو چھوڑ دیں جن کی پرستش واطاعت ہمارے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے؟ (ہم یہ کبھی نہیں کریں گے اور ہم اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں اور قوتوں کی بھی پرستش واطاعت کریں گے۔ اور تُو کہتا ہے کہ اگر ہم اللہ کا پیغام نہیں مانیں گے تو تباہی کا عذاب آجائے گا) تو پھر تم ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آؤ جس کا تم ہمیں وعدہ سناتے ہو اگر تم سچے لوگوں میں سے ہو۔

قَالَ قَدۡ وَقَعَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ رِجۡسٌ وَّغَضَبٌ‌ ؕ اَتُجَادِلُوۡنَنِىۡ فِىۡۤ اَسۡمَآءٍ سَمَّيۡتُمُوۡهَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُكُمۡ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ‌ ؕ فَانْتَظِرُوۡۤا اِنِّىۡ مَعَكُمۡ مِّنَ الۡمُنۡتَظِرِيۡنَ ۝۷۱

71-ہُودؑ نے کہا! (اگر تمہارا روّیہ یہی ہے اور تم اسی تباہی کا انتظار کررہے ہو تو) اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے تم پر خرابیوں سے بھری تباہی اور غضب (منڈلا رہے ہیں۔ اور اگر تمہاری آنکھیں کھلی ہوتیں تو اُس کے آثار سامنے نظر آجاتے)۔ لہٰذا، اب میرے ساتھ تمہارا جھگڑا (کرتے رہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ باقی رہی یہ بات کہ) تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (جو مختلف قوتوں اور ہستیوں) کے نام رکھ لیے ہوئے تھے (کہ فلاں بارش برسانے والی ہستی ہے اور فلاں بیماری ومشکلات ختم کرنے والی ہستی ہے) تو ان کے لئے اللہ نے کوئی سند ہی نہیں اتاری (بلکہ اس پر تو تمہیں بار بار تنبیہہ کی جارہی ہے کہ اللہ کے مقابلے میں یا اللہ کے ساتھ انہیں مت

پکارو۔ اور رہا تمہارا یہ سوال کہ وہ عذاب کب آئے گا؟ تو) انتظار کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝

وقف لازم ع 9 8 16

72- پھر (جب ان پر عذاب طاری ہوا تو) ہم نے ہُودؑ کو اور جو لوگ اس کے ساتھ تھے اپنی مدد و رہنمائی کے باعث بچالیا اور جن لوگوں نے ہماری سچائیوں و احکام وقوانین کو جھٹلایا تھا تو ہم نے ان کی جڑ کاٹ کر رکھ دی کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے تھے ہی نہیں جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لینے والے ہوتے ہیں۔

(**نوٹ**: ہودؑ، قومِ عاد کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے۔ قومِ عاد کا زمانہ عروج ابراہیمؑ سے پہلے اور نوحؑ کے بعد کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہودؑ کی عمر 150 برس تھی۔ عام طور پر قومِ عاد کو یمن کے علاقے کی قوم سمجھا جاتا ہے۔ یہ قوم تہذیب وتمدن کے ارتقائی مدارج طے کرتی ہوئی جب اپنے عروج کو پہنچی تو یہ اس قدر زور وقوت کی مالک تھی کہ ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اس کے سامنے بے بس تھا۔ یہ لوگ بڑی بڑی عظیم الشان عمارتیں بناتے تھے۔ ایسی عمارتیں کہ جن کے بہت بڑے بڑے ستون ہوتے تھے۔ یہ قوم جس نے اپنے زمانے کی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا وہ کُفر، شرک، سرکشی، ظلم، بتوں کی پرستش اور رسولوں کو جھٹلانے والی حالت میں مبتلا ہوگئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر اللہ کا جو عذاب آیا وہ ایک تند و تیز آندھی کی صورت میں تھا جس نے سات راتیں اور آٹھ دن تک انہیں اپنی گرفت میں لیے رکھا اور یوں وہ قوم تباہ و برباد اور ہلاک ہو کر رہ گئی۔ یہ برباد ہونے والی قومِ عاد، عادِ اولیٰ کہلاتی ہے۔ ہُودؑ اپنے پیروکاروں سمیت عذاب سے پہلے ہی وہاں سے نکل کر حجاز چلے گئے تو پھر حضرموت سے خلیج فارس کے ساحل کے طول میں عراق تک عادِ ثانیہ آباد ہوئی اور پھر ان کا دور شروع ہوا۔ اور کہا جاتا ہے کہ لقمان نام کا ایک نیک بادشاہ انہیں میں سے ہوا جس کا ذکر قرآن میں ہے اور عام لوگ انہیں حکیم لقمان کہتے ہیں۔ بہرحال، ہُودؑ نے حضرموت میں وفات پائی اور وہیں ایک گاؤں کے پاس پہاڑی کے دامن میں دفن کر دیے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ہودؑ کا زمانہ حضرت محمدؐ سے تقریباً کوئی 3400 سال پہلے کا ہے)۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝

73- اور (قومِ نوحؑ اور قومِ ہودؑ کے بعد اب ذرا قومِ ثمود پر بھی غور کرو تاکہ تم سبق آموز آگاہی حاصل کرسکو۔ چنانچہ قومِ) ثُمود کی طرف اس کے بھائی بندوں میں سے صالح کو بھیجا۔ اس (نے بھی وہی) کہا! (جو نوحؑ اور ہودؑ نے اپنی اپنی قوم سے کہا تھا کہ) اے میری قوم! اللہ کی مکمل اطاعت کیا کرو اور اس کے سوا تم مت کسی اور کی پرستش کیا کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے پاس تمہارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے ایک روشن دلیل آ گئی ہے۔(اور وہ یہ ہے کہ) یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے ایک نشانی ہے، لہٰذا، تم اسے (آزاد) رہنے دینا تا کہ یہ اللہ کی زمین پر چرتی پھرے اور اسے بُرائی (کے ارادے) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تم عذابِ الیم کی گرفت میں آ جاؤ گے۔

(نوٹ: صالحؑ کا زمانہ ہودؑ کے بعد کا ہے صالحؑ تقریباً 2296 قبل مسیح میں تھے اور محمدؐ سے تقریباً دو ہزار نو سو سال پہلے تھے۔ انہیں اللہ نے جس قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا اس کا نام ثمود تھا۔ یہ قوم جس علاقے میں آباد تھی وہ ملک شام کی جانب ایک پہاڑی علاقہ تھا۔ یہ علاقہ عرب کے مغرب وشمال میں وادی القریٰ کے پہاڑوں کا ہے۔ اس قوم میں دولت کی فراوانی تھی اور صنعت وحرفت میں اور فنِ تعمیر میں اس قوم کو ایسا کمال حاصل تھا کہ وہ پہاڑوں کو کاٹ کر مکان اور محلات بنا لیا کرتے تھے۔ ثمود کے ملک کا دار الخلافہ حجر تھا۔ اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ صالحؑ کے باپ کا نام ارفخشد تھا۔ اس قوم کے زوال کی وجوہات یہ تھیں: یہ اللہ کی پرستش چھوڑ کر ستاروں کی پرستش کرنے لگی تھی۔ اللہ کے احکام وقوانین کو جھٹلا دیا تھا۔ سرداروں اور رئیسوں کا جو طبقہ تھا اس نے رزق کے ذرائع پر قبضہ کر کے کمزوروں اور بے سہارا انسانوں کو ان سے محروم کر کے انہیں اپنے جبر کا نشانہ بنا رکھا تھا اور ان کے جانوروں تک کو پانی کے چشموں سے ان کی مرضی کے مطابق نہ پانی پینے دیتے اور نہ چراگاہوں میں انہیں چرنے دیتے اور پرچار یہ کرتے کہ ایسی باتیں ان پر الزام ہیں اور جھوٹ ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے اللہ نے صالحؑ کی اونٹنی کو ان کی آزمائش کے لئے نشانی قرار دے دیا تا کہ ثابت ہو سکے کہ کیا پانی کے چشمے اور رزق کے ذرائع ان کے جبر سے آزاد ہیں یا نہیں، بہرحال، وہ قوم اپنے شرک اور ظلم وجبر سے باز نہ آئی تو وہ عذاب میں گرفتار ہوگئی اور تباہ کر دی گئی)۔

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِي الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۝

74-اور (صالحؑ نے اپنی قوم کے لوگوں سے یہ بھی کہا کہ تم قومِ عاد کا حشر دیکھ چکے ہو کہ کس طرح وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو کر رہ گئی۔ اور پھر اسی قومِ) عاد کا اس نے تمہیں جانشین بنا دیا۔ لہٰذا، (اس کا انجام) تمہارے پیشِ نظر رہنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ نے تمہیں زمین میں ایسی جگہ عطا کر دی ہے کہ تم اس کے نرم علاقوں میں محلات تعمیر کرتے ہو اور پہاڑوں کو تراش تراش کران میں گھر بنا لیتے ہو۔ لہٰذا، اللہ کی یہ سب نوازشات تمہارے پیشِ نظر رہنی چاہیں۔ اس لئے تم زمین میں (مستقل قدروں کے) حسن وتوازن کو مت بگاڑتے پھرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝

75-(اس پر) اس کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو تکبر اور سرکشی کرنے والے تھے، ان ناتواں و بدحال لوگوں

سے، جو ان میں سے ایمان لا چکے تھے، یہ کہا! کہ کیا واقعی تم یہ سمجھتے ہو کہ صالح اپنے رب کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔انھوں نے کہا! کہ اس میں کیا شبہ ہے، جو کچھ اسے دے کر بھیجا گیا ہے ہم اسے مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾

76-(لیکن اس کے جواب میں سرکش طبقہ کے) متکبر لوگوں نے کہا! کہ تم جس بات کو شک وشبے سے بالا بالکل سچا تسلیم کرتے ہو تو ہم اسے تسلیم کرنے سے ہی انکار کرتے ہیں۔

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷۷﴾

77-چنانچہ انھوں نے اونٹنی کی بڑی نسیں کاٹ کر اُسے مار ڈالا (اور اس طرح اس بات کا ثبوت دے دیا کہ) وہ اپنے نشو ونما دینے والے کے حکم سے سرکشی کرنے والے ہیں۔تب انھوں نے صالح سے کہا! (کہ یہ لو ہم نے رب کے حکم اور نشانی کو کاٹ ڈالا ہے۔اب) اگر تم واقعی رسولوں میں سے ہو تو جس (عذاب) کی تم دھمکی دیتے تھے، اسے لا کر (دکھاؤ)۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۷۸﴾

78-(یہ تھا تکبر و سرکشی اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کا نتیجہ کہ) پھر ایک لرزا دینے والی تباہی نے انہیں گرفت میں لے لیا۔اور جب ان پر صبح ہوئی تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے (بے حس و حرکت) پڑے کے پڑے رہ گئے۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۷۹﴾

79- مگر صالح نے ان سے منہ پھیر لیا، اور کہا! کہ اے میری قوم! (یاد رکھو کہ) ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ میں نے تمہیں اپنے نشو ونما دینے والے کا پیغام پہنچا دیا تھا۔اور نصیحت کر دی تھی یعنی میں نے تمہیں بہتر زندگی کی جانب لے جانے کی بہت تگ و دو کی لیکن تم اپنے خیر خواہوں سے محبت ہی نہیں کرتے ہو۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾

80-(بہرحال نوحؑ کی قوم، ہودؑ کی قومِ عاد، صالحؑ کی قومِ ثمود کے بعد اب ذرا لوطؑ کی قوم کے جرائم پر غور کرو اور اس سے سبق آموز آگاہی حاصل کرو) کیونکہ لُوط (کو بھی ہم نے اسی طرح بھیجا تھا)۔اور جب اس نے اپنی قوم سے کہا! کہ کیا (تم سوچتے نہیں ہو کہ) تم ایسے فحش کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے سارے عالمین میں سے کسی نے بھی نہ کیا ہو؟

اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۸۱﴾

81- حقیقت یہ ہے کہ تم جنسی خواہش کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو اور اس طرح تم حد سے گزر جانے والی قوم بن چکے ہو۔

وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۸۲﴾

82- لیکن اس کی قوم کے پاس سوائے اس کے کوئی (معقول) جواب نہیں تھا کہ وہ (لُوطؑ کا تمسخر اُڑاتے ہوئے) کہنے لگے! کہ اسے اپنی بستی سے ہی نکال دو کیونکہ (یہ اور اس جیسے) انسان یقیناً پاکیزگی چاہنے والے ہیں (لہٰذا، یہ وہاں چلے جائیں جہاں پاکیزہ لوگ رہتے ہیں)۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۸۳﴾

83- (اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑنے اور سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں بھی ایک ہولناک عذاب نے آلیا مگر) پھر ہم نے لوط کو اور اس کے ساتھیوں کو بچالیا۔ البتہ اس کی بیوی (کو نہیں بچایا) کیونکہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی (یعنی جو لوگ ایمان لائے وہ ان میں شامل نہ ہوئی اور ایمان لانے والوں سے پیچھے رہ گئی)۔

ع 10 12 17

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ ع

84- اور ہم نے اُن پر (پتھروں کا) مینہ برسایا (تاکہ وہ جو عبرت حاصل کرنا چاہتے ہیں) وہ دیکھیں (کہ اِس طرح کا جرم کرنے والے) مجرموں کا کیا انجام ہوتا ہے۔

(**نوٹ**: لُوطؑ کا ذکر قرآن میں تقریباً اٹھائیس دفعہ آیا ہے۔ لُوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھائی حران کے بیٹے تھے۔ لُوطؑ کی دو بہنیں مِلکاہ اور اسکاہ تھیں۔ تورات والے اسکاہ کو ہی سارہ کہتے ہیں جن کی شادی ابراہیمؑ سے ہوئی تھی اگر واقعی ایسا ہے تو اُس وقت کی شریعت میں یہ شادی جائز ہوگی۔ لوطؑ نے اردن کے قصبے سدوم کو اپنا مسکن قرار دیا اور وہیں رہائش اختیار کی۔ کیونکہ لوطؑ، ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اس لئے ان کا زمانہ بھی تقریباً وہی ہے جو ابراہیمؑ کا زمانہ تھا۔ لوطؑ کا زمانہ تقریباً 1970 قبل مسیح کے لگ بھگ کا ہے۔ لوطؑ جب سدوم میں مقیم ہوئے تو ان کے پاس اچھا خاصا ریوڑ تھا اور ان کے پاس سونا چاندی بھی تھا۔ سدوم پر چند حملہ آوروں نے حملہ کیا تو وہ سدوم والوں کو شکست دے کو لوٹ مار کر کے لوطؑ کو بھی قیدی بنا کر لے گئے جنہیں حضرت ابراہیمؑ نے اپنے 318 جانبازوں کے ساتھ ان حملہ آوروں پر حملہ کر کے لوطؑ کو رہائی دلا دی تھی۔ سدوم کے لوگ بدکار تھے اور کوئی بھلی بات سننے کو تیار نہ ہوتے تھے۔ سدوم پر جب عذاب آیا تو اس کے ساتھ والی بستیاں عمورہ، ادمہ اور زیائیم بھی تباہ ہوگئی تھیں اور عذاب سے پہلے لوطؑ اپنے ساتھیوں سمیت قریب کی ایک بستی صغر میں چلے گئے تھے۔ لوطؑ کی بیوی کا نام واعلہ تھا اور دو بیٹیاں تھیں؛ بڑی بیٹی کا نام ریث تھا اور چھوٹی کا نام رار یہ تھا۔ لوطؑ بہت دانش مند تھے اور انہیں ''حکمت اور علم'' عطا ہوا تھا، 21/74۔ لوطؑ حضرت محمدؐ سے تقریباً 2540 سال پہلے ہو گزرے تھے)۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۸۵﴾

85-اور (اسی طرح) اہلِ مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی (بندوں میں سے) شعیب کو بھیجا۔ اس نے (بھی ان سے یہی) کہا! کہ اے میری قوم! تم اللہ کی مکمل اطاعت کیا کرو اور اللہ کے علاوہ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ تمہارے پاس تمہارے نشو ونما دینے والے کی طرف سے واضع سچائی آ چکی ہے۔ لہٰذا، تم ماپ اور تول پورے کیا کرو اور انسانوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دیا کرو۔ اور جب زمین میں بُرے حالات کو سنوار کر حسن وتوازن قائم کر دیا جائے تو اس کے بعد مت اس حسن وتوازن کو تباہ کرنے کا سبب بنا کرو۔ (یاد رکھو کہ) اگر تم نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرنے والے ہو تو یہ تمہارے ہی حق میں بہتر ہے (ورنہ جو خوفناک نتائج نکلیں گے تو ان کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا)۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

86-اور (یہ بھی یاد رکھو کہ) تم ہر راستہ پر اس لئے مت بیٹھا کرو کہ تم ہر اُس شخص کو جو (اللہ کی نازل کردہ سچائیوں) پر ایمان لے آیا ہو اسے خوفزدہ کر دو اور اُسے اللہ کی راہ سے روک دو اور (اللہ کے احکام وقوانین) میں ٹیڑھ تلاش کرتے پھرو (تا کہ وہ اللہ کے دین سے ہٹ جائیں)۔ حالانکہ تمہیں تو آگاہ رہنا چاہیے کہ جب تم کم تعداد میں تھے تو اس نے تمہیں کثرت عطا کر دی۔ (اور تم غور کرو) اور دیکھو کہ وہ لوگ جو زندگی کا حسن وتوازن بگاڑ کر حالات کو تباہ کرنے والے تھے ان کا انجام کیسا ہوا (لہٰذا، تم فساد برپا کرنے والے مت بن جانا)۔

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِىْۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۷﴾

87-اور (شعیبؑ نے کہا کہ) اگر تم میں سے کوئی ایک گروہ اس (ضابطہء ہدایت) پر ایمان لے آیا ہے جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے اور دوسرا گروہ ایمان نہیں لایا (تو تم اہلِ ایمان کے خلاف کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟ تم اپنے طریقوں پر عمل کرو اور انہیں اپنے طریقوں پر عمل کرنے دو) پھر پوری ثابت قدمی سے ڈٹ کر (انتظار کرو) یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے (کہ کون صحیح راستے پر چل رہا ہے اور کون غلط راستے پر ہے! کیونکہ) اللہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے

والا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ۟ۚ﴿۸۸﴾

88-(اس پر مدین) کی قوم میں سے وہ لوگ جو متکبر اور اپنے مال و دولت یا اختیارات رکھنے کی وجہ سے طاقتور تھے ، وہ شعیب سے کہنے لگے! کہ یا تو تمہیں اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو ہم اپنی بستی سے نکال دیں گے یا تم لوگ ہمارے طریقوں اور عقیدوں میں واپس آ جاؤ۔شعیب نے جواب دیا! کہ ہمیں تو تمہاری (ملت یعنی تمہارے طریقوں وعقیدوں سے) کراہت آتی ہے،تو کیا پھر بھی ہم انہیں اختیار کرلیں؟ (یاد رکھو کہ ہم ایسا نہیں کریں گے)۔

قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَمَا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَاۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿۸۹﴾

89-(اور) اگر ہم تمہارے عقیدوں وطریقوں کو اختیار کرلیں (تو یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے تو اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ) حقیقت میں ہم اللہ پر جھوٹ گڑنے والے ہیں ۔ حالانکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دلا چکا ہے۔ چنانچہ ہمارے لئے تو اس کی طرف پلٹنا اب کسی طرح ممکن ہی نہیں سوائے اس کے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہی ایسا چاہے۔اور ہمارا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔(شعیبؑ نے التجا کی کہ) اے اللہ! ہم نے تو تم پر ہی بھروسہ کیا ہوا ہے۔اور اے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان ایسی سچائی پر مبنی فیصلہ کردے جو اپنی گواہی آپ ہوتی ہے کیونکہ تُو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۹۰﴾

90-اور (شعیبؑ) کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کا انکار کر کے سرکشی اختیار کر چکے تھے، کہا! (کہ اے لوگو! جان لو کہ) شعیب کی پیروی قبول کر لینے کا مطلب تو اس وقت یقیناً نقصان ہی اٹھانا ہو گا (کیونکہ ہم تجارت پیشہ ہیں اور اس طرح کے کھرے کھرے سودے کر کے تو ہم نقصان اٹھائیں گے۔اور یوں بھی ہم بڑی تجارتی شاہراہوں کے چوراہے پر بستے ہیں۔اور ہم آنے جانے والوں پر خوف طاری کریں گے تو ہماری دھونس

داھندلی قائم رہے گی۔اس لئے شعیبؑ کا بتلایا ہوا سچائی اور امن والا راستہ ہمارے لئے نقصان کو جاتا ہے)۔

فَاَخَذَتۡهُمُ الرَّجۡفَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِىۡ دَارِهِمۡ جٰثِمِيۡنَ ﴿۹۱﴾

91-(یہ تھی ان کی غلط سوچ اور اس سوچ پر مبنی طریقوں کا نتیجہ کہ) پھر انہیں ایک لرزا دینے والے (عذاب) نے اپنی گرفت میں لے لیا۔چنانچہ وہ صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے تھے۔

الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا فِيۡهَا ۛۚ اَلَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا شُعَيۡبًا كَانُوۡا هُمُ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۹۲﴾

92-(لہٰذا) جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا (اور ان سچائیوں کو مسترد کر دیا تھا جو اللہ نے اس پر نازل کی تھیں تو ان کا حشر یہ ہوا کہ وہ اس طرح نیست و نابود ہو گئے) گویا وہ ان (بستیوں) میں بسے ہی نہ تھے۔شعیب کا (یہ پیغام کہ انسانوں میں امن قائم رکھو اور سچائی سے لین دین کیا کرو) کو جھٹلانے والوں (نے کہا تھا! کہ اس پر چل کر وہ نقصان اٹھائیں گے) مگر اس کو نہ اپنا کر وہ نقصان میں چلے گئے (اور برباد ہو کر رہ گئے حالانکہ اگر وہ سچائی اور امن کو اپنا لیتے تو اطمنان بھری کامیابیاں حاصل کر لیتے)۔

فَتَوَلّٰى عَنۡهُمۡ وَقَالَ يٰقَوۡمِ لَقَدۡ اَبۡلَغۡتُكُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّىۡ وَنَصَحۡتُ لَـكُمۡ‌ ۚ فَكَيۡفَ اٰسٰى عَلٰى قَوۡمٍ كٰفِرِيۡنَ ﴿۹۳﴾ ع 11/9/1

93-چنانچہ (شعیبؑ) نے ان سے منہ پھیر لیا اور (اوندھی پڑی ہوئی) اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا! کہ بر تحقیق گواہی دیا کرے گی کہ میں نے اپنے نشو ونما دینے والے کے پیغامات تم تک پہنچا دیے تھے اور میں نے تمہیں نصیحت بھی کر دی تھی (یعنی میں نے تمہیں بہترین زندگی کی جانب لے جانے کی بہت تگ و دو کی لیکن تم اپنی روش سے باز نہ آئے) اس لئے ایسی قوم کو جس نے نازل کردہ سچائیوں اور احکام و قوانین کو مسترد کر کے سرکشی اختیار کر رکھی تھی (مجھے اس کے برباد ہونے پر) کوئی غم اور افسوس نہیں ہے۔

(**نوٹ**: شعیبؑ۔ان کی پیدائش کا زمانہ تقریباً 1621 ق م بتایا جاتا ہے۔شعیبؑ کا تعلق قوم مدین سے تھا۔ابراہیمؑ کے ہاں ان کی تیسری بیوی قطورا سے جو اولاد پیدا ہوئی ان میں ایک بیٹے کا نام مدین تھا جو حجاز کے شمال میں شام سے ملے ہوئے علاقے میں بحرِ احمر کے مشرقی ساحل کے ایک نہایت پر فضا مقام پر آباد ہو گیا۔اور پھر وہ مقام اسی کے نام سے آباد ہوتا ہوتا ایک بڑا مرکز بن گیا اور وہ قوم قومِ مدین کہلانے لگی۔اس قوم نے بڑی تیزی سے ترقی کی اور اس قوم کو سرسبز و شاداب مناظر سے لے کر رزق کی فراوانیاں نصیب ہوئیں، ان کی یہ حالت تقریباً چار سو سال تک رہی تا آنکہ وہ بد اعمال ہو گئے۔اور ان میں شعیبؑ پیدا ہوئے۔شعیبؑ کا شجرہ نصب کچھ یوں بنتا ہے، شعیبؑ بن میکائل بن یشجر بن مدین بن ابراہیمؑ۔موسیٰؑ جب مصر میں ایک قبطی کو مار کر مصر سے بھاگ نکلے تھے تو وہ مدین میں ہی آئے تھے۔اور شعیبؑ کے ہاں ہی رہے تھے جہاں انہوں نے ان کی گلہ بانی اختیار کر لی تھی۔شعیبؑ کا خاندان کافی بڑا تھا اور صاحبِ اقتدار بھی تھا اس لئے کفار ان کو کوئی تکلیف دینے سے ڈرتے بھی تھے۔

شعیبؑ بڑے زبردست مقرر تھے اور بہت صاف وستھری دوٹوک بات کیا کرتے تھے۔ شعیبؑ کو جب اللہ نے رسالت عطا کی تو اس وقت اس قوم میں جو بُرائیاں پیدا ہو چکی تھیں ان میں شرک، ناپ تول میں بددیانتی، چوری، ڈکیتی، لوٹ مار جیسے سنگین جرائم بھی تھے۔ یہاں تک کہ ان میں خیر اور شر کے درمیان تمیز مٹ چکی تھی۔ شعیبؑ کی جب جب عمر زیادہ ہوتی گئی تو ان کا خاندان بھی کمزور ہو چکا تھا اور وہ خود بھی ناتواں ہو گئے تھے۔ شعیبؑ، موسیٰؑ کے سسر بھی تھے۔ مدین نے جو مقام بسایا اور اس کا نام بھی مدین ہی پڑ گیا تو اس کا ایک اور بھائی یقشان تھا۔ اس کا بیٹا دوان تھا جس نے مدین کے قریب ہی علاقہ بسایا جو سرسبز تھا۔ اور گھنے جنگلوں سے ڈھکا ہوا تھا، اسے الایکہ یا ایکہ کہتے تھے اور اس کے رہنے والوں کو اصحابِ الایکہ کہا جاتا تھا۔ شعیبؑ ان سب کو تنبیہہ کیا کرتے تھے، (26/176)۔ بہرحال، شعیبؑ کی وفات تقریباً 130 سال کی عمر میں ہوئی اور یہ تقریباً وہی سال ہے جب حضرت موسیٰؑ طور سے تختیاں لے کر آئے جو تقریباً 1491 ق م کا سال ہے اور اس کے جلد بعد شعیبؑ فوت ہو گئے تھے۔ شعیبؑ کی قوم پر جو عذاب آیا اس کے لئے آیت 7/91 میں الـرجفۃ کا ذکر ہے یعنی ''انہیں لرزا دینے والی ہولناکی نے آلیا'' 11/94 میں الصیحتہ کا ذکر ہے۔ اس کے معنی بھی سخت آواز کے ہیں اور 26/189 میں یوم الظلۃ کا ذکر ہے۔ یعنی ''سائے والا دن''، معلوم ہوتا ہے اس قوم پر سخت آواز کے ساتھ زلزلہ آیا جس سے آتش فشاں پہاڑوں سے دھوئیں کے بادل نکلے اور اس طرح یہ قوم تباہ ہوگئی۔ شعیبؑ کا زمانہ حضرت محمدؐ سے تقریباً 2191 سال پہلے کا ہے)۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿۹۴﴾

94- اور (یہ تو صرف چند واقعات ہیں کہ نازل کردہ سچائیوں کو مسترد کر دینے اور رسولوں کو جھٹلانے کے کیا نتائج نکلتے ہیں ورنہ تمام گزری ہوئی قوموں کی داستانیں گواہی دیتی ہیں کہ) ہم نے جب بھی کبھی کسی بستی کی طرف کوئی نبی بھیجا تو اُس کے باشندوں کو تنگیوں اور سختیوں میں ضرور مبتلا کیا (تا کہ اُن کی تربیت ہو جائے اور مشکلات میں اللہ کے احکام وقوانین سے منہ نہ موڑیں اور) مقصد یہ تھا کہ وہ ان کے سامنے (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے) جھکے رہیں۔

ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۹۵﴾

95- (اور اگر وہ اللہ کے احکام وقوانین کے سامنے جھک جاتے) تو پھر ہم ان کی بدصورت وبدحال زندگی (السیئۃ) کو ایسی زندگی میں بدل دیتے جو حسن افروز اور حسین خوشگواریاں پیدا کرنے والی ہوتی (الحسنۃ) یہاں تک کہ ہم انہیں فراوانیاں عطا کر دیتے مگر اس کے بعد وہ پھر کہنا شروع کر دیتے (کہ اس قسم کی تبدیلیاں یونہی اتفاقی طور پر رونما ہوتی رہتی ہیں اس میں اللہ کی مدد اور رحمت کا کوئی تعلق نہیں) کیونکہ ہمارے باپ دادا کی یہی حالت رہی کہ ان پر کبھی اچھے دن آجاتے اور کبھی بُرے۔ (یہ تھا وہ ناشکرا پن جس کی اجازت ابلیس نے اللہ سے لے رکھی ہے کہ وہ انسانوں کو اللہ کی ناشکری پر مجبور کر دیا کرے گا۔ مگر اللہ نے کہا تھا کہ مجھ سے محبت کرنے والے شکر گزار ہی بن کر رہیں گے۔ اور وہ گمراہ

نہیں ہونگے، 15/36-42)۔ لہٰذا، یہ حقیقت ہے کہ (ناشکری کرنے والے غلط روش پر اندھادھند چلتے رہتے یہاں تک کہ وہ وقت آجاتا) جب ہم انہیں اچانک پکڑ لیتے اور ان کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا کہ ان پر یوں (تباہی آجائے گی)۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾

96- حالانکہ اگر ان بستیوں کے لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کو تسلیم کرکے امن و بے خوفی کی راہ اختیار کر لیتے اور خوفناک نتائج سے بچنے کے لئے ان سچائیوں کو اختیار کر لیتے تو یقیناً ہم آسمان سے اور زمین سے انہیں نشوونما کا ایسا سامان فراہم کرتے جو ان کے لئے ثبات واستحکام کا باعث ہوتا۔ لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا تو ان کے اعمال کے نتائج کی وجہ سے ہم نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿٩٧﴾

97- (یہ ہیں وہ صداقتیں جو گزرے زمانوں پر گواہی دے رہی ہیں۔ ذرا غور کرو کہ کیا یہ سبق سکھانے کے لئے کافی نہیں تھیں کہ اس کے بعد بھی یہ انسان جو مختلف) بستیوں میں رہتے ہیں، کیا اس سے نڈر ہو چکے ہیں کہ ہمارا عذاب کبھی ان پر رات کے وقت نہیں آئے گا جبکہ وہ سوئے پڑے ہوں؟

اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿٩٨﴾

98- یا ان بستیوں کے لوگوں کو اطمنان ہو گیا ہے کہ ہمارا عذاب کبھی ان کو دن کے وقت نہیں آلے گا کہ جب یہ (دنیا کے) کھیل تماشے میں مصروف ہوں؟

ع 12 6 2

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٩٩﴾

99- (اور) کیا (نوعِ انسان) کو اللہ کی گرفت کے پوشیدہ طریقوں کی طرف سے امان مل گئی ہے۔ حالانکہ اللہ کے پوشیدہ طریقوں سے سوائے اُس قوم کے کہ جس نے نقصان و بربادی میں چلے جانے کا (تہیہ کر رکھا ہو) اور کوئی بھی بے خوف ہو کر (اس کو فراموش کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا)۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾

100- یہ لوگ جو پہلی قوموں کی (تباہی) کے بعد ان کی زمین (اور ذرائع) کے وارث ہوئے تو کیا انہیں ہم نے درست

وروشن راہ نہیں دکھائی ہے؟ لہٰذا، ان کے گناہوں کی پاداش میں ہم جب چاہیں انہیں اپنی گرفت میں لے سکتے ہیں۔ (اور یہ بھی یاد رکھو کہ نازل کردہ احکام وقوانین کی مسلسل خلاف ورزیاں کرتے رہنے والوں کی) سچائیوں کو تسلیم کرنے اور جذبوں کو زندہ رکھنے والی صلاحیتوں کو ہم بند کردیتے ہیں چنانچہ ان کی سماعتیں ہوتی ہیں مگر سن نہیں سکتے (یعنی صحیح اور غلط میں فرق نہیں کرسکتے)۔

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

101-(اے رسولؐ ہم نے عذاب یافتہ) ان بستیوں اور (ان کے رہنے والوں) کے بارے میں تمہیں کچھ خبریں فراہم کردی ہیں۔ اوران کے متعلق کی گئی ہر تحقیق یہ گواہی دے گی کہ ان کے پاس ہمارے رسول آئے تھے جو انہیں سادہ و شفاف دلائل سے (نازل کردہ احکام وقوانین کے مطابق غلط اور صحیح اعمال کے نتائج کے بارے میں آگاہی دے دیتے تھے۔ لیکن اپنے تکبر اور سرکشی) کی وجہ سے وہ انہیں پہلے ہی جھٹلا دینے کے بعد تسلیم ہی نہیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ جو لوگ نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کا انکار کرکے سرکشی اختیار کرلیتے ہیں تو پھر (نتیجہ کے طور پر) ان کی سچائیوں کو تسلیم کرنے اور جذبوں کو زندہ رکھنے والی صلاحیتوں کو اللہ بند کردیتا ہے۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

102- بہرحال (وقت گواہ ہے کہ انسانوں میں سے) اکثر نے (نازل کردہ احکام پر عمل کرنے کا) عہد کیا مگر پھر اسے پورا نہ کیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان میں زیادہ تر تو ایسے تھے کہ جنہوں نے اللہ کے نشوونما دینے والے قوانین کی حفاظت سے نکل کر وہ راستے اختیار کرلئے جو بے اطمینانی اور خرابی پیدا کرنے والے تھے۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

103-(مگر نوعِ انسان کی جانب سے بار بار سرکشی کے باوجود، سزا یافتہ قوموں کے بعد) پھر ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام و قوانین دے کر فرعون اور اس کے سرکردہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ لیکن انہوں نے بھی زیادتی و بے انصافی کا راستہ اختیار کیے رکھا۔ (چنانچہ پھر وہی ہوا جو اللہ کا گرفت کرنے والا نظام کیا کرتا ہے)۔ لہٰذا، دیکھا (تم نے کہ) یہ لوگ جو امن و اطمنان کو تباہ کرکے انسانوں کی مسرتیں چھینتے تھے تو ان کا کیا انجام ہوا (یعنی وہ بربادیوں میں غرق ہوکر رہ گئے)۔

وَقَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

104-اور (یہ واقعہ یوں ہے کہ) موسیٰ نے فرعون سے کہا! کہ اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ میں سارے

عالمین کے نشو ونما دینے والے کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ﴿۱۰۵﴾

105-اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اللہ کے متعلق جو کچھ بھی کہوں وہ سوائے سچ کے اور کچھ نہ ہو۔اور تم یہ بھی تحقیق کر کے دیکھ لو کہ میں تمہارے رب کی جانب سے شفاف اور قابلِ فہم آگاہی لے کر آیا ہوں۔(اس آگاہی کی رُو سے کسی قوم کو اپنی غلامی اور محکومی میں رکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں)۔لہٰذا،تم بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو(تاکہ یہ آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں)۔

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۶﴾

106-اس نے (یعنی فرعون نے) کہا! کہ اگر تم (واقعی اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہو تو تمہارے پاس تمہارے اللہ کی طرف سے یقیناً) کوئی ایسی نشانی تو ہوگی جو تم لائے ہو۔لہٰذا،اسے پیش کرو(تاکہ تمہارے دعوے کی سچائی ثابت ہو سکے اور تمہارا شمار) سچ بولنے والوں میں کیا جا سکے۔

فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۚ﴿۱۰۷﴾

107-اس پر موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا اور وہ دفعتہً ایک واضع اژدھا بن گیا۔

ع 13 9 3

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ع﴿۱۰۸﴾

108-پھر موسیٰ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے رُوبرُو یک بیک انڈے کی طرح (سفید اور روشن) تھا۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ۙ﴿۱۰۹﴾

109-(تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ اس پر فرعون کے) سرداران قوم نے کہا! کہ یہ تو واقعی بہت ہی زیادہ علم رکھنے والا جادوگر ہے۔

يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

110-(اور) اس کا ارادہ (یہ نظر آتا ہے کہ اس طرح لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر) تمہیں اس ملک سے نکال باہر کرے۔لہٰذا،یہ بتاؤ! کہ اس سلسلے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ (اور فرعون نے ان سے کہا! کہ تم مشورہ دو کہ کیا کیا جانا چاہیے)۔

قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِى الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ۙ﴿۱۱۱﴾

111-انہوں نے (باہمی مشورہ کے بعد) فرعون سے کہا! کہ تم موسیٰ اور اس کے بھائی (کے معاملہ کو سرِدست) التوا میں رکھو اور شہروں میں (ماہر ترین جادوگروں کو) جمع کرنے والے (ہرکاروں) کو بھیج دو

يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۱۱۲﴾

112-(تا کہ) وہ ہر اس جادوگر کو جو بہت زیادہ علم رکھنے والا ہے تمہارے پاس لے آئیں۔

وَجَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾

113-چنانچہ (بڑے بڑے ماہر) جادوگر فرعون کے پاس آگئے اور انہوں نے کہا! کہ اگر ہم غالب آگئے تو یقیناً ہمیں اس کا صلہ ملے گا۔

قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾

114-فرعون نے کہا! ہاں! (تمہیں اس کا صلہ یہ ملے گا) کہ تم بلاشبہ میرے قریب ترین ساتھیوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

115-(چنانچہ جب وہ ماہر ترین جادوگر اکٹھے کر لئے گئے تو) ان جادوگروں نے کہا! کہ اے موسیٰ! کیا تم کچھ سامنے لاتے ہو؟ یا ہم کچھ سامنے لے آئیں (تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ ہم میں اور تم میں اس شعبے میں کون زیادہ علم والا ہے)۔

قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾

116-موسیٰ نے کہا! تم ہی کچھ سامنے لاؤ۔ چنانچہ جو کچھ وہ سامنے لائے تو اس نے دیکھنے والوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور ہیبت طاری کر دی۔ اس طرح انہوں نے بڑا جادو پیش کر دیا۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ۚ

117-اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کر دی کہ تم اپنا عصا پھینکو۔ (موسیٰ نے ایسا ہی کیا)۔ چنانچہ جو کچھ وہ شعبدہ بازی سامنے لائے تھے یہ آن کی آن میں اسے نگلتا چلا گیا۔

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ۚ

118-لہٰذا، اس طرح سچائی کی برتری ثابت ہوگئی اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا وہ غلط اور بے معنی ثابت ہوا۔

فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ۚ

119-چنانچہ انہیں وہیں پر مغلوب اور ذلیل ہو کر پسپا ہونا پڑا (اور اس طرح فرعون اور اس کے سردار دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے)۔

وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ۚۖ

120-اور جادوگروں نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

(نــوٹ: جادوگروں سے دوسرے تو حیرت زدہ ہوجاتے تھے اور ان پر ہیبت طاری ہوجاتی تھی مگر جادوگر جانتے تھے کہ ان کے جادو کی حد کیا تھی۔ اسی لئے جو کچھ موسیٰؑ سامنے لایا اس سے جادوگر حیرت زدہ ہو گئے اور ان پر ہیبت طاری ہو گئی اور وہ جان گئے کہ موسیٰؑ جو سامنے لایا ہے وہ جادو نہیں بلکہ سچائیوں سے لبریز کوئی بلند تر علم ہے۔ یہ آیت یہ بھی آگاہی دیتی ہے کہ کسی بھی بلند تر علم یا مہارت کو سمجھنے یا دُرست تجزیہ کرنے کے لئے اس کے مقابل متعلقہ علم یا مہارت کی خبر ہونی چاہیے تا کہ اسے سچے دل سے تسلیم کیا جا سکے)۔

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾

121-لہٰذا، وہ کہہ اٹھے! کہ ہم سارے عالمین کی نشوونما کرنے والے پر ایمان لے آئے ہیں (کیونکہ اُس کے سارے جہان علم ہی علم دینے والے ہیں)۔

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

122-(یعنی ہم اسی رب کو تسلیم کر رہے ہیں جو) موسیٰؑ اور ہارون کا رب ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِى الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

123-(اس پر طیش میں آتے ہوئے) فرعون نے کہا! اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دیتا! (میری اجازت کے بغیر ہی) تم اس پر ایمان لے آئے ہو۔ (میں اب سمجھا کہ یہ تم سب کی ملی بھگت ہے) اور یقیناً یہ ایک چال ہے۔ اور چال تمہاری یہ ہے کہ تم اس شہر سے لوگوں کو نکال کر (خود اس مملکت پر قبضہ کر لو۔ اس لئے تم سب اندر سے ملے ہوئے ہو)۔ مگر تمہیں ابھی معلوم ہوجائے گا (کہ اس سازش کا نتیجہ کیا ہے)؟

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾

124-(لہٰذا) میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں اُلٹے کٹواؤں گا اور پھر تم سب کو ضرور سولی پر چڑھا کر رہوں گا۔

قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

125-(انہوں نے یہ سب کچھ سننے کے بعد) کہا! کہ ہر تحقیق گواہ رہے گی کہ ہم لوٹ کر اپنے نشوونما دینے والے کے پاس جا رہے ہیں۔

وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ ع 14 18 4

126-اور(انہوں نے بڑے اطمنان سے فرعون سے یہ بھی کہا کہ)تم جس بات کا ہم سے انتقام لے رہے ہو وہ سوائے اس کے کیا ہے کہ جب ہمارے سامنے ہمارے پروردگار کے احکام وقوانین کی سچائیاں آ گئیں تو ہم نے انہیں تسلیم کرلیا۔ (پھر انہوں نے اللہ سے التجا کی کہ)اے ہمارے پروردگار! ہم پر ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہنے والی حالت کے چشمے کھول دے اور ہمیں اپنی اس مسلمانی سے وفا کرتے رہنے کی توفیق دے۔

(نــوٹ: جو جادوگر موسیٰؑ کے سامنے ایمان لے آئے وہ اس دور کے ماہر ترین جادوگر تھے اور فرعون نے 7/124 کے مطابق انہیں سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ صادر کیا۔ سوال یہ ہے کہ اگر جادوگر کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے یا کسی کی موت کر سکتا ہے تو جادوگروں نے جواب میں فرعون پر جادو کر کے اسے کیوں نہ نقصان پہنچایا یا اسے ختم کر دیا؟ لہٰذا، ان آیات سے یہ آ گاہی ملتی ہے کہ جادو قطعئی طور پر کسی کو فائدہ یا نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ فائدہ اور نقصان صرف اللہ کی طرف سے ہوتا ہے جو کہ اس کے احکام وقوانین کے مطابق ہوتا ہے، 2/102)۔

وَقَالَ الۡمَلَاُ مِنۡ قَوۡمِ فِرۡعَوۡنَ اَتَذَرُ مُوۡسٰى وَقَوۡمَهٗ لِيُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ‌ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبۡنَآءَهُمۡ وَنَسۡتَحۡىٖ نِسَآءَهُمۡ‌ ۚ وَاِنَّا فَوۡقَهُمۡ قٰهِرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾

127-بہر حال، فرعون سے اس کی قوم کے سرداروں نے کہا! کیا آپ موسیٰ اور اس کی قوم کو یونہی چھوڑ دیں گے؟ اس طرح تو وہ ملک کا امن وامان تباہ کر دیں گے (کیونکہ لوگ ان کی پیروی کرتے ہوئے) آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کر دیں گے۔ فرعون نے کہا! کہ ہم ان (بنی اسرائیل) کے بیٹوں کو قتل کر دیا کریں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیا کریں گے (تا کہ ان کی نسل نیست ونابود نہ ہو اور یہ ہمارے غلام ہی رہیں اور ہم یہ سب کچھ اس لئے کر سکتے ہیں کیونکہ) اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ ہم ان پر غالب ہیں۔

(نــوٹ: معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کے زمانے کے بعد ایک بار پھر اہلِ فرعون نے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو قتل کرنے کا منصوبہ طے کر لیا تھا۔ ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس دور میں غالب اقوام جب چاہتی تھیں اپنی محکوم قوم پر اس طرح کے سفاک فیصلے صادر کر دیتی تھیں اور یہ فیصلے بڑی کم مدت کے لئے ہوا کرتے تھے)۔

قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَاصۡبِرُوۡا‌ ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ ۙ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ‌ ؕ وَالۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۱۲۸﴾

128-(مگر) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا! کہ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے ڈٹ جاؤ۔ (اور یاد رکھو) کہ بلاشبہ زمین اللہ کی ہے وہ جسے مناسب سمجھتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور آخرِ کار (یقینی کامرانی) انہی کے لئے ہونی ہوتی ہے جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

15 ع 3 5

129-(اس کی قوم کے) لوگوں نے کہا! (کہ اے موسیٰؑ) تمہارے آنے سے پہلے بھی ہمیں مصیبتوں کا سامنا رہا اور تمہارے ہمارے پاس آنے سے (یہ امید پیدا ہوگئی تھی کہ اب ہماری مشکلیں ختم ہو جائیں گی اور آرام سے زندگی گزرے گی مگر فرعون سے لڑائی مول لے کر) تم نے بعد میں بھی ہمیں پھر مصیبتوں میں ڈال دیا ہے۔ موسیٰ نے کہا! (پہلے تمہاری مصیبتیں محکومی اور غلامی کی وجہ سے تھیں، لیکن اب جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا وہ آزادی حاصل کرنے کے لئے ہوں گی۔ اس لئے مت گھبراؤ کیونکہ) بہت جلد تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کردے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنا دیا جائے گا (پھر تمہاری آزمائش شروع ہوگی کیونکہ) تب وہ دیکھے گا کہ تم کس طرح کے عمل کرتے ہو۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

130-اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ ان کے مسلسل تکبر اور سرکشی کی وجہ سے) ہم نے اہلِ فرعون کو اپنی گرفت میں لے لیا اور چند سالوں کے لئے انہیں ثمرات کی کمی (یعنی پیداوار اور پھلوں و پھولوں کی کمی) میں مبتلا کیے رکھا۔ لیکن پھر بھی ہمارا مقصد یہ تھا کہ وہ ہمارے ذکر (یعنی ہمارے احکام وقوانین) کی جانب آ جائیں (تا کہ وہ کسی بڑی بربادی سے بچ جائیں)۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰۤئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

131-لیکن (ان کی حالت یہ تھی) کہ جب ان پر حسین خوشگواریوں کا زمانہ آتا تو کہتے! کہ یہ ہمارے (اپنے بہترین انتظام وانصرام) کی وجہ سے ہے اور جب ان پر بدحالی کا دور آتا تو کہہ اٹھتے! کہ یہ موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحُوست کی وجہ سے ہے (مگر یاد رکھو اور) تم اس حقیقت سے آگاہ ہو جاؤ! کہ جو ان کی نحوست تھی وہ تو اللہ کے پاس تھی (یعنی اُن کی نحُوست و بدحالی کا سبب موسیٰؑ اور اس کے ساتھی نہیں تھے بلکہ یہ ان کی اپنی غلط روش تھی جس کے نتائج اللہ کے پاس مرتب ہو رہے تھے مگر اسے یہ موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست کہتے تھے)۔ اور اُن میں سے اکثر (ایسے تھے جو اِس سچائی) کو سمجھتے نہیں تھے (اور اِس طرف توجہ نہیں دیتے تھے)۔

وَقَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾

132-اور (اس سزا کے باوجود جو اُن پر طاری تھی) وہ (موسیٰؑ) سے کہتے! کہ تم ہمارے پاس جو بھی نشانی لے آؤ اور اس کا

ہم پر جادو ہی کیوں نہ کردو (اور ہم تمہارے سامنے قطعئی طور پر لاجواب ہی کیوں نہ ہو جائیں) تب بھی ہم تم پر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

133- (اس قدر ہٹ دھرمی کا نتیجہ یہی ہونا ہی تھا کہ اللہ نے ان کی سزا کو اور بڑھا دیا)۔ چنانچہ ہم نے ان پر طوفان بھیج دیا اور ٹڈیوں اور قمل (یعنی مچھروں، جوؤں، سرسریوں) اور گھن کے کیڑوں اور مینڈکوں نے اور خون نے انہیں آ لیا (یعنی ہر طرف انسانی قتل و غارت اور خون ریزی بڑھ گئی)۔ مگر ان سب کے لئے اللہ کے الگ الگ قوانین (ان پر سزا کے طور پر طاری ہوئے)۔ لیکن اس کے باوجود وہ اپنے تکبر سے باز نہ آئے کیونکہ وہ ساری قوم ہی مجرموں کی تھی۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۳۴﴾

134- (ان میں صرف تکبر ہی نہیں بلکہ ناشکرا پن بھی تھا۔ کیونکہ) جب ان پر تباہی آتی تو وہ کہتے! اے موسیٰ! تم ہمارے لئے اپنے نشو ونما دینے والے سے دعا کرو (کہ وہ ہم پر سے اس عذاب کو ختم کر دے۔ اور) اگر تم ہم سے اس تباہی کو ہٹا دو تو ہم تم پر بھی ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو بھی تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔ (اور تمہاری دُعا تمہارا رب اس لئے قبول کرے گا کیونکہ تم کہتے ہو کہ تمہارے نشو ونما دینے والے نے اس طرح کا) تم سے عہد کر رکھا ہے۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

135- پھر جب ہم کچھ وقت کے لئے ان سے سختی دور کر دیتے، جس تک انہوں نے آخرِ کار (اپنی غلط روش) کی بناء پر پہنچ کر ہی رہنا تھا (یعنی مصیبت اکثر اوقات انسان کی طرف نہیں آتی بلکہ انسان خود مصیبت کی طرف جاتا ہے) تو وہ آن کی آن میں اپنے عہد توڑ ڈالتے۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

136- بہرحال (آخرِ کار اہلِ فرعون کی بدعہدیوں اور نافرمانیوں کے سبب موسیٰؑ بنی اسرائیل کو وہاں سے لے کر نکل گئے۔ مگر جب فرعون اور اس کے ساتھی موسیٰؑ اور اس کی قوم کا پیچھا کرتے ہوئے) سمندر میں (کود پڑے) تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور انہیں وہیں غرق کر دیا کیونکہ وہ مسلسل ہمارے احکام و قوانین کو جھٹلاتے آ رہے تھے اور اس کے (تباہ کن نتائج سے) لاپرواہ تھے۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

137-اور (ان کی جگہ) ہم نے اس قوم کو جسے کمزور و ناتواں (سمجھا جاتا تھا) اسے سرزمین کے مشرقوں اور مغربوں کا وارث بنا دیا (یعنی اس کے تمام علاقوں کا مالک بنا دیا) اوراس سرزمین کونشو ونما کا سامان فراہم کرنے والی بنا دیا تا کہ انہیں ثبات واستحکام حاصل ہو سکے۔اس طرح بنی اسرائیل کے لئے تمہارے نشو ونما دینے والے نے اپنا یہ حسین وعدہ پورا کر دیا۔اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ (نازل کردہ سچائیوں اور احکام وقوانین کی خاطر) ڈٹ گئے تھے۔اوران کے مقابلے میں فرعون اوراس کی قوم کا وہ سب کچھ برباد کر دیا گیا جو وہ بناتے اور چڑھاتے تھے۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

138-(بہرحال،قوم فرعون غرق ہوگئی) اور بنی اسرائیل کو ہم نے سمندر سے گزار دیا۔اس کے بعد ان کا گزر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش پر جمی بیٹھی تھی۔(موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے) کہا! اے موسیٰ پرستش کرنے کے لئے جس قسم کے ان کے معبود ہیں ہمیں بھی اسی قسم کے معبود بنا دو۔موسیٰ نے کہا! (میں اس کے سوا تمہیں کیا کہہ سکتا ہوں کہ تم اللہ کا پیغام سن کر چل تو پڑے ہو لیکن تم اس کی سچائی کو سمجھتے کیوں نہیں ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش اور غلامی کی ہی نہیں جا سکتی اور نہ ہی اس کے لئے بت اور معبود رکھے جا سکتے ہیں۔مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ) تم بلاشبہ بڑی جاہل قوم ہو (کیونکہ غلامی نے تمہارے نفسوں میں ایسا خوف بھر دیا ہے کہ تم اللہ کو چھوڑ کر کتنی ہی چیزوں کو اپنا خدا بنا لینا چاہتے ہو)۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾

139-(کیونکہ) اس میں کسی شک وشبہ والی بات ہی نہیں کہ جس (مسلک پر یہ بت پرست چل رہے ہیں) تو وہ تباہ و برباد ہو جانے والا ہے (کیونکہ اس کی بنیاد کسی سچائی پر نہیں ہے اوراس غیر حقیقی بنیاد پر) وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ بھی غلط اور غیر حقیقی ہے۔

قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

140-(موسیٰؑ نے) کہا! کیا میں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود تلاش کروں؟ حالانکہ وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہیں عالمین میں (یعنی تمہاری ہم عصر اقوام میں) فضیلت عطا کر دی ہے۔

وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ﴿١٤١﴾ ع 16 12 6

141-اور (اس اللہ کے اور انعامات تو ایک طرف، کیا تم اس بات کو بھول گئے ہو کہ) اس نے تمہیں اس قومِ فرعون سے نجات دلائی جو تمہیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھتی تھی۔ وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ لیکن یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لئے ایک بہت ہی بڑی آزمائش تھی۔

(نـوٹ: موسیٰؑ و فرعون کی سرگزشت کے تجزیے سے محسوس ہوتا ہے کہ اہلِ فرعون کی طرف سے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کرنے کا عرصہ بہت ہی مختصر ہوگا کیونکہ اس دوران موسیٰؑ خود بھی جوان ہو کر اور بعد میں جب بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے تھے تو ان کے ساتھ جیسے کہا جاتا ہے کہ ہزاروں لاکھوں میں مرد اور عورتیں تھیں تو یقیناً ان بیٹوں کو زندہ رہنے دیا گیا تو وہ جوان اور بوڑھے سب موسیٰؑ کے ساتھ مصر سے نکلے تھے یا یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ بیٹوں کو قتل کرنا یا ذبح کرنا محاورے کے طور پر استعمال ہوا ہے یعنی کسی کو اِس قدر ذلیل و مطیع کر دینا کہ اُس میں سر اُٹھا کر یا عزت سے جینے کی خواہش ہی نہ رہے اور وہ مُردوں جیسی چلتی پھرتی لاش بن کر رہ جائے)۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤٢﴾

142-اور (پھر احکام و قوانین عطا کیے جانے کے لئے) ہم نے موسیٰ سے (پہلے) تیس راتوں کا وعدہ (اس بات کے ساتھ لیا کہ اس میں دس راتوں کا مزید اضافہ کر دیا جائے گا تا کہ اس دوران موسیٰؑ اپنی قوم سے الگ رہ کر اطمنان سے ان احکام و قوانین کو حاصل کر سکے)۔ چنانچہ دس راتوں کا اضافہ کر کے اس کے نشو و نما دینے والے نے چالیس راتوں کی مدت کا اپنا (وعدہ) پورا کر دیا۔ (اس مدت کے لئے جاتے وقت) موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا! کہ تم میری عدم موجودگی میں میری جانشینی کرنا اور قوم کو سنوارنے کی کوشش کرتے رہنا اور ایسے لوگوں کے طریقوں کی پیروی مت اختیار کر لینا جو امن و اطمنان تباہ کر کے انسانوں کی مسرتیں چھینتے ہیں۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾

143-اور جب موسیٰ ہمارے (مقرر کردہ) وقت پر پہنچا اور اس کا رب اس کے ساتھ ہم کلام ہوا (تو موسیٰؑ شدتِ شوق) سے پکار اٹھا! کہ اے میرے رب! تُو میرے سامنے آ جا تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ جواب آیا! (کہ کسی کو یہ طاقت ہی عطا

نہیں کی گئی کہ اللہ کو دیکھ سکے۔لہٰذا) تُو مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتا۔البتہ ذرا پہاڑ کی طرف غور سے دیکھو! اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہ گیا تو سمجھ لینا کہ تُو بھی دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلّی کی (یعنی اپنی کسی قوت کو ظاہر کیا) تو اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ مگر جب ہوش آیا تو اس نے کہا! پاک ہے تیری ذات اس سے (کہ کوئی تجھے دیکھ سکے اور میں نے جو تجھے دیکھنے کا تقاضا کیا تو) میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ اور میں اس حقیقت پر سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں (کہ انسان کے لئے اللہ کو دیکھنا ناممکن ہے)۔

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَبِكَلَامِىْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾

144) ارشاد ہوا! کہ اے موسیٰ یہ حقیقت ہے کہ میں نے تمہیں انسانوں پر اپنے پیغامات اور کلام کے ذریعے ممتاز کر کے منتخب کر لیا۔لہٰذا، میں نے تمہیں جو کچھ عطا کیا ہے (یعنی جو احکام وقوانین عطا کیے ہیں) انہیں تھام لو اور ان میں شامل ہو جاؤ جو شکر کرنے والے ہیں یعنی جو عمل کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاتے ہیں۔

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَىْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ سَاُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾

145-اور ہم نے اس کے لئے تختیوں میں لکھ کر ہر چیز کے بارے میں آگاہی عطا کر دی اور ہر شے کی تفصیل بھی فراہم کر دی۔ (اور اس سے کہا کہ ان احکام وقوانین کو) تم مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ ان پر اس طرح عمل کریں کہ زندگی میں حسن وتوازن پیدا کرنے کی تگ ودو جاری رکھیں۔ اور میں بہت جلد تمہیں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ (یعنی انجام) دکھا دوں گا جو نشوونما دینے والے نازل کردہ احکام وقوانین کی حفاظتوں سے نکل کر بے اطمنانی اور خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِىَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۚ وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَىِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٤٦﴾

146-(اور) زمین میں ایسے لوگ جو بغیر کسی سچائی کی بنیاد کے تکبر وغرور کرتے پھرتے ہیں (اور اللہ کی بڑائی تسلیم نہیں کرتے) تو میں بھی ان کا رخ اپنے احکام وقوانین کی جانب سے پھیرے رکھوں گا (تا کہ انسانوں کو عبرت ہو جائے کہ تکبر کا انجام کیا ہوتا ہے کیونکہ ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر یہ ساری نشانیاں بھی دیکھ لیں تو تب بھی وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھ لیں تو پھر بھی وہ اسے اپنا راستہ نہیں بنائیں گے۔ اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو

اسے اپنی راہ کے طور پر اختیار کر لیں گے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے ہماری سچائیوں واحکام وقوانین کو جھٹلا دیا اور ان سے غافل ہو رہے ہے۔

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ع 17 6 7

147-اور (یاد رکھو) جن لوگوں نے ہماری سچائیوں واحکام وقوانین کو اور آخرت کی ملاقات کو ہی جھٹلا دیا تو ان کے اعمال ضائع چلے جائیں گے۔ لہٰذا، ان کو صرف اسی کا صلہ ملے گا جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِیِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۸﴾

148-اور موسیٰ کے (جانے کے) بعد اس کی قوم کے لوگوں نے اپنے زیورات (پگھلا کر) بچھڑے کے بدن والا (پتلا بنا لیا)۔ اس سے گائے کی آواز نکلتی (ہوئی لگتی تھی)۔ لیکن کیا انہیں دکھائی نہ دیتا تھا کہ وہ تو بات ہی نہیں کر سکتا تھا اور نہ وہ ان کو درست وروشن راہ دکھا سکتا تھا۔ پھر بھی انہوں نے اسے اپنا (معبود) بنا لیا کیونکہ وہ تھے ہی زیادتی و بے انصافی کرنے والے (لوگ ورنہ وہ ایسا کبھی نہ کرتے)۔

(**نوٹ**: یہ جو طلائی بچھڑا بنایا گیا تھا تو یہ ویسی ہی طلائی مورتی تھی جس کی پرستش اہلِ مصر کیا کرتے تھے اور بنانے والے نے اپنی کاریگری سے اس کے حلق میں کچھ اس طرح سوراخ کر رکھے تھے کہ ہوا چلنے سے جو آواز پیدا ہوتی وہ اس کی پرستش کرنے والوں کو گائے کی آواز جیسی لگتی تھی)۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۱۴۹﴾

149-اور (جب موسیٰ کے سمجھانے پر انہوں نے اپنے کیے پر غور کیا تو) وہ جو کچھ اپنے ہاتھوں سے بنا بیٹھے تھے اور جو کچھ نظر آ رہا تھا اس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے کیونکہ بلاشبہ وہ گمراہ ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے نشو ونما دینے والے نے قدم بہ قدم ہماری مدد ورہنمائی نہ کی اور ہمیں اپنی حفاظت میں نہ لیا تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جائیں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ ۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِ ؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَكَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ۖ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۵۰﴾

150- کیونکہ جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آیا تھا تو اسے (ان کے شرک اور حماقت پر) غصہ بھی آیا اور افسوس بھی

ہوا تھا۔اس نے (ہارون سے) کہا! کہ میری عدم موجودگی میں تم نے جو جانشینی کی ہے اس کے دوران جو کچھ ہوا وہ بہت بُرا ہوا (اور قوم کے لوگوں سے کہا! کہ) تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے (بغاوت کرنے میں) اس قدر جلدی کی ہے (اور اس کے مقابل ایک بچھڑا معبود بنا لیا ہے)۔ پھر اس نے وہ تختیاں (جن پر اللہ کے احکام درج تھے انہیں) ایک طرف رکھ کر اپنے بھائی (ہارون) کو سر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچتے ہوئے کہا! اے میری ماں کے بیٹے ! یقیناً (تم نے میرے بعد اس قوم کو سنوارنے کے لئے کچھ نہیں کیا اور تمہارے سامنے جو کچھ یہ شرک کے لئے کرتے رہے تم اس پر خاموش رہے)۔ ہارون نے جواب دیا! کہ یہ لوگ مجھے بہت کمزور اور ناتواں سمجھتے تھے (اور جب میں نے انہیں اس غلط روش سے منع کیا تو) قریب تھا کہ یہ مجھے مار ہی ڈالتے ۔(اس لئے تم میرے ساتھ ایسا سلوک) مت کرو کہ میرے دشمن خوش ہو جائیں اور مجھے اس قوم میں ہرگز شامل نہ سمجھو جو زیادتی و بے انصافی کرنے والی ہے۔

ع 18 4 8

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِاَخِیْ وَاَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۵۱﴾

151-(جب موسیٰؑ اس طرح حقیقت حال سے باخبر ہوا) تو اس نے کہا! کہ اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو اپنی حفاظت میں لے لے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر لے کیونکہ تو سب سے زیادہ قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے کمال تک لے جانے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴿۱۵۲﴾

152- تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے بچھڑے کو (اپنے معبود کے طور پر) پکڑے رکھا وہ اپنے پروردگار کے غضب میں گرفتار ہو کر رہیں گے (کیونکہ انسان کو مخلوقات میں بہترین بنایا گیا مگر ایسے لوگوں نے اپنے آپ کو ایک حیوان سے بھی حقیر تر سمجھا اور اللہ کی اس تخلیق کو یعنی انسان کو ذلیل کر کے رکھ دیا)۔اسی لئے وہ دنیا کی زندگی میں ذلیل ہو کر رہیں گے اور جو اپنی طرف سے جھوٹی باتیں گھڑ کر اللہ سے منسوب کر دیتے ہیں تو ہم انہیں ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْۤا ۫ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۵۳﴾

153-اور جن لوگوں نے بُرے عمل کیے پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی یعنی وہ واپس ان طریقوں پر آ گئے جو درست سمت کی طرف ہوتے ہیں اور انہوں نے نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لی تو اس میں کوئی شک و شبے والی بات ہی نہیں کہ تمہارا نشو و نما دینے والا اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے

اور سنور نے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿١٥٤﴾

154-اور جب موسیٰ کا غصہ ختم ہوا تو اس نے (جو ایک طرف تختیاں رکھ دی تھی) انہیں اٹھا لیا اور ان میں (جو وحی کے احکام و قوانین) نقش تھے وہ اُس درست و روشن راہ کو دکھانے والے تھے جو اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے اور سنور نے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والے تھے مگر یہ ان لوگوں کے لئے تھے جو اپنے نشو ونما دینے والے سے ڈرتے ہیں (کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی خلاف ورزی کے کس قدر تباہ کن نتائج نکلتے ہیں)۔

وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ۖ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۖ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ۖ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾

155-اور موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کے لئے چنے (تا کہ وہ اس دوران بنی اسرائیل کے لوگوں کی اصلاح کرتے رہیں۔ لیکن انہوں نے اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نہ نبائی) تو پھر جب انہیں زلزلے نے آ لیا (تو موسیٰؑ نے) عرض کیا! کہ اے میرے نشو ونما دینے والے اگر تو چاہتا تو مجھے اور ان لوگوں کو اس سے پہلے ہی ہلاک کر دیتا (کہ جب انہوں نے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے اللہ کو تم سے ہم کلام نہ دیکھ لیں اور اس وقت ایک کڑکے نے آلیا تھا، 2/55۔ لیکن اُس وقت جب تو نے ایسا نہ کیا) تو اب کیا اس قصور میں جو ہم میں سے چند نادان لوگوں نے کر ڈالا تھا آپ ہمیں ہلاک کر دیں گے کیونکہ یہ تو ہمارے اوپر ایک آزمائش ہے جس کے ذریعے تُو جسے مناسب سمجھتا ہے اسے درست راہ سے ہٹا دیتا ہے اور جسے مناسب سمجھتا ہے اسے اطمنان بھری منزل کو جانے والی درست اور روشن راہ دکھا دیتا ہے۔ (بہرحال، اے ہمارے نشو ونما دینے والے) تو ہی ہمارا ولی ہے۔ لہٰذا، ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے اور قدم بہ قدم ہماری مدد و رہنمائی کرتے ہوئے ہمیں ہمارے کمال تک لے جا۔ اور (حقیقت یہ ہے کہ) تُو سب سے بہتر اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے۔

وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ۖ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۖ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٥٦﴾

156-اور (اے پروردگار!) تُو ہمارے لئے لکھ دے کہ ہمیں اس دنیا میں اور آخرت میں بھی حسین خوشگواریاں میسر آتی رہیں۔ اور یقیناً ہم تیری طرف جانے والی روشن راہ پر گامزن ہو چکے ہیں۔ (چنانچہ موسیٰؑ کی اس التجا کے بعد اللہ کی جانب سے) جواب آیا! کہ اگرچہ میں جسے مناسب سمجھتا ہوں اسے سزا دے دیتا ہوں مگر میری مدد و رہنمائی کسی کو اس کے کمال تک لے جانے کے لئے ہر شے تک پھیلی ہوئی ہے۔ لہٰذا، وہ وقت دور نہیں جب میں (اپنی مدد و رہنمائی) ان لوگوں کے لئے لکھ دوں گا جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے نازل کردہ احکام و قوانین کو اختیار کیے رکھتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے رہتے ہیں (یعنی انسانیت کی نشوونما کے لئے جو کچھ انہیں اللہ کی عنایات میسر آئی ہوتی ہیں اُس میں سے قاعدے قوانین کے مطابق ضرور دیتے رہتے ہیں کیونکہ اس طرح اُن کے اپنے نفس کی بھی نشوونما ہوتی رہتی ہے)۔ چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں جو ہماری سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کر کے امن و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ۧ

ع 19 6 9

157-(یہ تھی اقوامِ نوحؑ، عاد، ثمود، مدین اور بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کی سرگزشت تاکہ خبر ہو جائے کہ اللہ کے غضب اور رحمت کی وسعت کیا ہے اور کون اطمینان پا گئے اور کون ذلت حاصل کرتے رہے۔ اور اب آگاہی رہنی چاہیے کہ) وہ لوگ جو اس رسول کے پیچھے پیچھے چلیں گے جو اُمی نبی ہیں (یعنی نہ محمدؐ نے کسی انسان سے علم حاصل کیا اور نہ کسی نے اُسے علم دیا اور نہ اس نے کسی سے کچھ سیکھا اور نہ کسی نے اسے کچھ سکھایا) اور جس کے بارے میں تورات والے اور انجیل والے اپنی ان کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں کہ (یہ رسولؐ یعنی محمدؐ آئے گا) اور وہ ان باتوں کا حکم دیتا ہے جسے اللہ کی وحی صحیح تسلیم کرتی ہے اور ان باتوں سے روکتا ہے جو اس وحی کی رو سے ناپسندیدہ ہیں۔ اور (اسی وحی کی رو سے وہ زندگی کی) تمام پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے جو خرابیاں پیدا کرنے والی نہیں ہیں اور تمام چیزوں کو جو خرابیاں پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں انہیں حرام قرار دیتا ہے۔ اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو ان پر لدے ہوئے تھے (یعنی اس رسولؐ نے انسان پر توہم اور خوف کے بوجھ ختم کر دیے) اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے (یعنی ان خودساختہ ضابطوں کو ختم کر دیا جو انسان نے اپنی بے جا رسموں اور بے جا عقیدوں کے ذریعے کہ جن کا ذکر وحی میں نہیں ہے اپنے

اوپر مسلط کر رکھے تھے)۔لہٰذا، جو لوگ (محمدؐ کی رسالت کو اور ان پر جو سچائیاں نازل کی گئی ہیں) انہیں تسلیم کر لیں اور اس کے ساتھ مل کر اس کی قوت بن جائیں اور اس کی مدد کریں اور اس نور (یعنی وحی کی روشنی کے) پیچھے پیچھے چلتے جائیں کہ جو اس پر نازل کی گئی ہے تو یہ وہ لوگ ہیں جو یقینی طور پر کامرانیاں حاصل کر لیں گے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

158-(اے رسولؐ) نوعِ انسان کو بتلا دو ! کہ ہر تحقیق یہ گواہی دیتی رہے گی کہ مجھے اس اللہ نے تم سب کی طرف رسول بنا کے بھیجا ہے جس کی ملکیت و اختیار میں سارے کے سارے آسمان اور زمین ہیں یعنی پوری کی پوری کائنات ہے۔ اس لئے اس کے سوا کسی اور کی پرستش و غلامی کی ہی نہیں جا سکتی۔ یہ ہے وہ اللہ جو زندگی عطا کرتا ہے اور موت طاری کرتا ہے۔اس لئے اس اللہ کو اور اس کے رسول (محمدؐ) کو جو اُمی نبی ہے، انہیں تسلیم کر کے اطمنان و بے خوفی کی راہ اختیار کر لو۔لہٰذا تم اللہ کو اور اس کی باتوں کو (یعنی قرآن کو) تسلیم کر لو اور ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ تا کہ تم اس درست و روشن راہ پر چل پڑو جو سیدھی اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے۔

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

159-(جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، اسی قسم کا ضابطہءِ ہدایت موسیٰؑ کو بھی دیا گیا تھا) اور اس کی قوم میں بھی ایک گروہ ایسا تھا جو سچائی کے ساتھ درست و روشن راہ دکھاتا تھا اور سچائی کے ساتھ ہی عدل کرتا تھا۔

وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ۗ وَاَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۗ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۗ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۗ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۗ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

160-بہر حال (بنی اسرائیل کے لئے سلسلہ کلام اور آگے بڑھتا ہے اور آگے سرگزشت یوں ہے کہ قومِ اسرائیل کو) ہم نے بارہ بڑے بڑے قبائل میں تقسیم کر کے انہیں دو گروہوں کی شکل دے دی۔ جب اس کی قوم نے موسیٰ سے پانی کی درخواست کی تو ہم نے اس پر وحی کر دی کہ فلاں چٹان پر اپنی لاٹھی مارو۔ (تب موسیٰؑ نے ایسا ہی کیا) تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑے اور پھر ان میں سے ہر انسان کو ان کے بارے میں یقینی علم دے دیا گیا کہ اس کا اپنا گھاٹ کونسا ہے۔ پھر (اس بیابان میں پانی سے بھرے) بادل ان پر سایہ کرتے تھے اور ان پر من و سلویٰ نازل کیا۔ (اور ان سے کہہ دیا گیا کہ) جو کچھ ہم نے زندگی کی نشو و نما کے لئے تمہیں سامان دیا ہے اس میں سے خرابیوں سے پاک چیزیں کھاؤ پیو (لیکن

اس پر بھی انہوں نے نازل کردہ احکام وقوانین پر عمل نہ کیا اور اس طرح سے انہوں نے) ہمارے ساتھ تو کوئی ظلم نہ کیا (کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں) بلکہ وہ اپنے نفسوں کے ساتھ ہی زیادتی و بے انصافی کرتے رہے۔

وَاِذۡ قِيۡلَ لَهُمُ اسۡكُنُوۡا هٰذِهِ الۡقَرۡيَةَ وَكُلُوۡا مِنۡهَا حَيۡثُ شِئۡتُمۡ وَقُوۡلُوۡا حِطَّةٌ وَّادۡخُلُوا الۡبَابَ سُجَّدًا نَّغۡفِرۡ لَـكُمۡ خَطِيۡٓـئٰتِكُمۡ‌ؕ سَنَزِيۡدُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۶۱﴾

161- اور جب ہم نے ان سے کہا (کہ تم فتح کی گئی بستی کی سرزمین میں اچھے طریقے سے) رہو سہو اور اس بستی میں اپنی مرضی سے جیسے اور جب جی چاہے کھاؤ پیو اور حطة کہتے جاؤ (یعنی یہ دعا مانگتے جاؤ کہ اے اللہ! ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو معاف کر دینا) اور (شہر کے) دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونا تو پھر ہم تمہاری خطائیں معاف کر کے تمہیں اپنی حفاظت میں لے لیں گے اور ایسے لوگوں کو ہم اور زیادہ دیں گے جو حقیقی ضرورت مندوں کو عدل سے زیادہ دے کر زندگی کے حسن وتوازن میں اضافہ کرنے کی تگ ودو میں مصروف رہتے ہیں (محسنین)۔

فَبَدَّلَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ قَوۡلًا غَيۡرَ الَّذِىۡ قِيۡلَ لَهُمۡ فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوۡا يَظۡلِمُوۡنَ ﴿۱۶۲﴾ ع 20 5 10

162- مگر جو لوگ ان میں سے ظالم تھے انہوں نے اس بات کو جو ان سے کہی گئی تھی اسے دوسری بات سے بدل ڈالا (یعنی کہا یہ گیا تھا کہ موسیٰؑ کو جو احکام وقوانین دیے گئے ہیں ان کے مطابق زندگی میں حُسن واطمنان پیدا کرنا مگر انہوں نے انہیں بدل کر اپنے اپنے فائدے کے مطابق بنالیا اور اس طرح خرابیاں ہی خرابیاں پیدا کرلیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) ان کے اس طرح ظلم کرنے کی وجہ سے ہم نے ان پر آسمان سے عذاب بھیج دیا۔

وَسۡـئَلۡهُمۡ عَنِ الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡ كَانَتۡ حَاضِرَةَ الۡبَحۡرِ‌ۘ اِذۡ يَعۡدُوۡنَ فِى السَّبۡتِ اِذۡ تَاۡتِيۡهِمۡ حِيۡتَانُهُمۡ يَوۡمَ سَبۡتِهِمۡ شُرَّعًا وَّيَوۡمَ لَا يَسۡبِتُوۡنَ‌ ۙ لَا تَاۡتِيۡهِمۡ‌ ۛۚ كَذٰلِكَ ‌ۛۚ نَبۡلُوۡهُمۡ بِمَا كَانُوۡا يَفۡسُقُوۡنَ ﴿۱۶۳﴾ وقف لازم - معانقة 6 النصف

163- اور (اس آگاہی کے بعد، اے رسولؐ) تم ان سے اس بستی والوں کا حال پوچھو جو سمندر کے کنارے واقع تھی اور اس وقت وہ لوگ سبت یعنی ہفتہ (کے دن اللہ کے احکام) میں حد سے تجاوز کرتے تھے۔ (کیونکہ ہفتہ کے دن کے لئے اللہ کا حکم تھا کہ اس دن مچھلیاں نہ پکڑی جائیں اور باقی تمام دنوں میں اس کی اجازت تھی)۔ مگر یہ مچھلیاں ہفتہ ہی کے دن کو پانی (کی سطح) پر ابھر ابھر کر سامنے آتی تھیں۔ اور جس دن ہفتہ نہ ہوتا، وہ نہ آتی تھیں۔ ہم نے انہیں اس آزمائش میں اس لئے مبتلا کر دیا تھا کیونکہ یہ لوگ اللہ کے نشوونما دینے والے قوانین کی حفاظتوں سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر چکے تھے۔

وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

164- لیکن (اس کے باوجود) جب ان میں سے ایک گروہ (دوسرے ایسے گروہ کو جو اللہ کے غضب سے آگاہ تھا) یہ کہتا! کہ تم ان لوگوں کو وعظ ونصیحت کر کے (اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو کیونکہ ان کی سرکشی کرنے کی عادت ثابت کررہی ہے کہ) اللہ اس قوم کو ہلاک کرنے والا ہے یا ان کو عذابوں سے بڑا عذاب دینے والا ہے (کیونکہ ان میں درست راہ پر آنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی) تو اس پر وہ جواب دیتے! (کہ ہم ایسا اس لئے کررہے ہیں کہ) شاید یہ تباہ کن نتائج سے ڈر کر اللہ کے راستے کی جانب آجائیں (اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو کم از کم) ہم تمہارے پروردگار کے سامنے یہ عذر پیش کرسکیں گے (کہ ہم نے اپنا فریضہ ادا کردیا تھا)۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَئِيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾

165- چنانچہ جب ان لوگوں نے اس ذکر کو فراموش کردیا (یعنی نازل کردہ احکام وقوانین کو بالکل ہی نظر انداز کردیا) تو ہم نے ان لوگوں کو جو انہیں برائیوں سے روکا کرتے تھے انہیں تو نجات دے دی لیکن ان لوگوں کو جو ظلم کیا کرتے تھے انہیں بدترین عذاب میں گرفتار کرلیا۔ اوراس کا سبب یہ بھی تھا کہ وہ اللہ کے نشوونما دینے والے قوانین کی حفاظتوں سے نکل کر خرابی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کرچکے تھے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴿۱۶۶﴾

166- پھر جب وہ پوری سرکشی کے ساتھ وہی کچھ کرتے چلے گئے جس سے انہیں منع کیا گیا تھا تو ہم نے کہا! کہ بندر ہو جاؤ تاکہ ذلت وخواری (کے پیکر نظر آؤ)۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾

167- اور (یہ تھی بنی اسرائیل کی مجموعی حالت۔ یہی وجہ تھی کہ) تمہارے رب نے (وحی کے ذریعے) اعلان کردیا! کہ میں ان پر یوم قیامت تک ایسے لوگوں کو مسلط کرتا رہوں گا جو انہیں بدترین قسم کے عذاب دیتے رہیں گے کیونکہ اللہ یقیناً سریع العقاب ہے یعنی اللہ کے نظام میں ہر عمل کا نتیجہ اس کے ساتھ ہی منسلک ہوتا ہے اس لئے اللہ کے حساب میں سزا کی تاخیر نہیں ہوتی لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و

رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

168-(ان کے عذاب کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ان کی مرکزیت تباہ ہوگئی) اور ہم نے ان کو زمین میں ٹکڑے ٹکڑے کر کے (بہت سی قوموں میں) تقسیم کر دیا۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جو حالات کو سنوارنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے مگر کچھ ان کے علاوہ (ایسے تھے جو ان سے مختلف اور برعکس) تھے۔ مگر ہم ان پر حسین خوشگواریوں (کے زمانے) اور بدحالیوں کے (دور طاری کر کے) انہیں آزمائش میں مبتلا کرتے رہے تاکہ وہ (اللہ کے احکام وقوانین) کی جانب لوٹ آئیں۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

169-(شروع میں ان کی حالت یہ رہی) لیکن اس کے بعد جو نااہل نسلیں ان کی جانشین ہو کر کتاب کی یعنی ہمارے ضابطہء زندگی کی وارث بنیں (تو ان کی حالت یہ ہے کہ وہ دنیا کے) کمتر فائدے ہی سمیٹنے میں لگے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ! اب (اللہ) ہمیں حفاظت میں لے لے گا۔ حالانکہ اُسی قسم کا کوئی اور فائدہ جب ان کے سامنے آجاتا ہے تو پھر اسے لے لیتے ہیں۔ (چنانچہ ان سے پوچھا جائے کہ) کیا تم سے کتاب اللہ کے مطابق یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ تم اللہ کے متعلق سچائی کے سوا کچھ نہیں کہو گے اور یہ (اس کتاب کو) پڑھتے پڑھاتے بھی رہتے ہیں (اور اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ) آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے ہی بہتر ثابت ہوگا جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین کو اختیار کئے رکھیں گے۔ مگر کیا تم اتنی بھی عقل نہیں رکھتے (کہ اللہ کے ان قوانین کو سمجھو اور ان کے مطابق زندگی بسر کرو)۔

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

170-اور جو لوگ کتاب کو (یعنی نازل کردہ ضابطہء حیات کو) مضبوطی سے تھامے رہتے ہیں اور نظامِ صلوٰۃ قائم کئے رکھتے ہیں تو اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ ہم (ان کا اور) ایسے لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے جو سنور نے سنوارنے کی تگ و دو کرتے رہتے ہیں۔

وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۱﴾ ع

ع 21 9 11

171-اور (عبرت کے لئے بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے بھی آگاہی حاصل کرو کہ) جب ہم نے پہاڑ کو ان کے اوپر سائبان کی طرح اٹھا لیا تھا اور انہوں نے سمجھ لیا تھا کہ وہ ان پر گرنے والا ہے (تو ہم نے بنی اسرائیل کی جانب حکم کیا تھا کہ یہ نازل کردہ احکام وقوانین جو) ہم نے تمہیں دیے ہیں انہیں مضبوطی سے تھامے رکھنا اور ان میں جو کچھ ہے اس کی آگاہی حاصل کرتے رہنا (تاکہ درست سمت میں عمل کرتے رہو) کیونکہ یہ وہ طریقہ ہے جس سے تم تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین سے ہم آہنگ رہ سکو گے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ

معانقة 7

172-بہرحال (کیا تم نے غور کیا کہ نسلِ آدم اس قدر زندگی ختم کر دینے والے مراحل سے گذرتی ہوئی اپنے کس عہد پر قائم رہنے کی کش مکش کا سامنا کر رہی ہے؟ اس کے لئے آگاہی یوں ہے کہ) جب تمہارے نشو ونما دینے والے نے بنی آدم کی نسل در نسل پشتیں ظاہر کیں اور ان کو انہی کے نفسوں پر گواہ بنایا (اور پوچھا کہ) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے کہا! ہاں! ہم یہ گواہی دیتے ہیں (کہ تو ہی ہمارا نشو ونما دینے والا ہے۔ اور اے نوعِ انسان! ہم نے تم سے یہ عہد اس لئے لیا تھا تاکہ) قیامت کے دن (جب ہم تمہاری جوابدہی کریں تو تم) یہ (نہ) کہو کہ ہم واقعی اس سے بے خبر تھے۔

(نوٹ: بعض مفسرین اس آیت میں بتلائی گئی گواہی کو عالمِ بالا میں انسان کے دنیا میں آنے سے پہلے انسان اور اللہ کے درمیان کیا گیا عہد قرار دیتے ہیں۔ مگر یہ تصور آیت اور آیت کے سیاق وسباق کے مطابق معلوم نہیں ہوتا کیونکہ اس آیت میں کہیں بھی عالمِ بالا کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی انسان کا دنیا میں آنے سے پہلے اللہ کے ساتھ کسی معاہدے کا ذکر ہے۔ ویسے بھی جس معاہدے یا عہد کی جوابدہی ہوتی ہے اس کے لئے ایسے ہوش وحواس کا ہونا ضروری ہے جس کا تعلق یادداشت سے ہو۔ بہرحال، اس آیت میں بنی آدم کی نسلوں کی گواہی کا ذکر ہے جن سے گواہی لی گئی کہ اللہ ہی ان کا رب ہے، یعنی نسلِ انسانی پر جو رسول آتے رہے وہ انہیں یہی آگاہی دیتے رہے کہ اللہ ہی ان کا رب ہے اور جو اس حقیقت پر ایمان لائے ان کا یہ عہد رہا کہ اللہ ہی ان کا رب ہے۔ چنانچہ رسول بھی اس حقیقت پر گواہ ہیں اور ایمان لانے والے بھی اس کے گواہ ہیں۔ لہٰذا، یہ آیت اسی حقیقت کی جانب رہنمائی کرتی ہے)۔

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

173-یا (ایسا نہ ہو کہ اے نسلِ آدم) تم کہنے لگو! کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے پہلے کیا تھا اور ہم تو بعد میں ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تھے (اس لئے ان کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ لہٰذا اے اللہ!) کیا تو ان غلیظ عقیدوں پر

چلنے والے لوگوں کے (جرائم) کے بدلے میں ہمیں ہلاک کیے جانے کی (سزا) دے رہا ہے؟

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝

174-اور اس طرح ہم اپنی آیات کو (یعنی اپنے احکام وقوانین وسچائیوں کو) تفصیل کے ساتھ بیان کر دیتے ہیں تا کہ وہ جو (غلط راستوں پر چلنے والے ہیں وہ صحیح راستوں کی جانب) لوٹ آئیں۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۝

175-اور (اِس آگاہی کے بعد اُس آگاہی کے لئے آگے بڑھو جہاں انسان اپنے عارضی اور غیر حقیقی فائدوں کے لئے مستقل اقدار سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اس کیلئے اے رسولؐ!) تم ان کے سامنے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنے احکام وقوانین دیے (اور ان پر عمل کرنے سے اسے خوش حالی بھی ملی اور عروج بھی حاصل ہوا) لیکن پھر وہ ان میں سے نکل گیا۔ (یہ ہے انسان کی وہ حالت جس کا انتظار شیطان کرتا ہے، چنانچہ) شیطان نے اسے اپنے پیچھے لگا لیا یہاں تک کہ وہ درست راستہ چھوڑ کر غلط راہوں پر چل نکلا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۝

176-اور اگر ہم مناسب سمجھتے تو اسے انہی (احکام وقوانین) کے ذریعے بلندیوں تک لے جاتے لیکن وہ زمینی (دنیا کی پستیوں) کی طرف مائل ہو گیا اور اس نے اپنی خواہشات کی پیروی شروع کر دی۔ چنانچہ اس کی مثال اُس کتے کی مثال جیسی ہو گئی کہ اگر تم اس پر کچھ لاد دو (یعنی اگر تم اس سے کوئی کام لو) تو بھی وہ ہانپے (اور زبان لٹکائے) لیکن اگر تم اسے ویسے چھوڑ دو (تو بھی ہانپتا اور) زبان لٹکائے رکھتا ہے (یعنی اللہ کے احکام وقوانین کی پیروی کی بجائے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے رہنے سے ہوس کی تسکین نہیں ہوتی اور انسان اطمینان سے محروم ہو جاتا ہے اور ہوس میں آگے بڑھتا جاتا ہے)۔ یہ حالت ہو جاتی ہے اس قوم کے لوگوں کی جو ہمارے احکام وقوانین کو جھٹلانے لگ جاتے ہیں۔ لہٰذا (اے رسولؐ!) تم انہیں ان قصوں کے واقعات سناؤ تا کہ وہ غور وفکر کریں (اور درست راہ اختیار کر سکیں)۔

سَآءَ مَثَلَا ۨالْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ۝

177-(اور اے نوعِ انسان کبھی تم نے غور کیا کہ) کس قدر بُری حالت ہوتی ہے اس قوم کے لوگوں کی جو ہمارے احکام وقوانین کو جھٹلاتے ہیں اور اپنے نفسوں پر ظلم کر لیتے ہیں یعنی وہ اللہ کی طے شدہ حدوں کو توڑ کر اپنے آپ کے لئے تاریکیاں اور تباہیاں پیدا کر لیتے ہیں۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

178-(حالانکہ ایسی قوم کے لوگوں کو یقین کر لینا چاہیے تھا کہ) اللہ جس کو ہدایت دیتا ہے بس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جس کو گمراہ کر دیتا ہے تو بس وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہوتے ہیں (کیونکہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ اللہ سلامتی کی راہوں کی اسے ہدایت دیتا ہے جو اس کی مرضی کے تابع ہو جاتا ہے، 5/16۔ ورنہ جو ٹیڑھا چلتا ہے تو اللہ اس کے دل کو ٹیڑھا کر دیتا ہے، 61/5۔ اسی لئے انسان کو اختیار دے دیا کہ جس کا جی چاہے ایمان کی راہ اختیار کر لے اور جس کا جی چاہے کفر کی راہ اختیار کر لے، 18/29)۔

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۙ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۙ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

179-اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہت سے جہنم کے لئے پیدا کیے ہیں کیونکہ ان کے پاس قلب ہوتے ہیں یعنی ان کے پاس سچائیوں کو تسلیم کرنے اور جذبوں کو زندہ رکھنے والی سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں موجود ہوتی ہیں مگر وہ سمجھتے ہی نہیں اور ان کے پاس آنکھیں ہوتی ہیں مگر وہ دیکھتے ہی نہیں اور ان کے پاس کان ہوتے ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں (یعنی سچائیوں کو دیکھ کر جھٹلا دیتے ہیں اور سچائیوں کو سن کر جھٹلا دیتے ہیں)۔ اس لئے وہ لوگ چارپایوں کی مانند ہوتے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ گم کردہ ہوتے ہیں (کیونکہ جانور تو پھر بھی اپنی طے شدہ راہوں پر آ جاتے ہیں مگر یہ لوگ تو طے شدہ حدیں ہی برباد کر دیتے ہیں۔ چنانچہ یہ ہیں جن کے سامنے سچائیاں ہوتی ہیں مگر) یہ لوگ ان سے لاپرواہ اور بے خبر رہتے ہیں۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

180-اور (جہنم کی زندگی کو جنت کی زندگی سے بدلنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اللہ کو سمجھو، اسے جانو، اسے پہچانو اور اسے تسلیم کرو کیونکہ ہر) حسین نام اللہ کے لئے ہے، لہٰذا، تم اسے ان (حسین ناموں) سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں سچائی سے انحراف کرتے ہیں۔ (یاد رکھو کہ) بہت جلد انہیں جو وہ کام کرتے رہتے تھے، ان کا بدلہ دے دیا جائے گا۔

(نوٹ: اللہ کا مطلب صرف قوانین نہیں ہے بلکہ اللہ کے حسین ناموں سے مراد اللہ کی صفات ہیں جو اس کے اٹل احکامات اور قوانین ہیں۔ اگر کوئی ان کے مطابق زندگی گزارے تو اس میں ان صفات کا عکس جھلکنے لگ جاتا ہے اور اسے ہی اللہ کا مقرب یعنی اللہ کی قربت رکھنے والا کہا جاتا ہے۔ اور یہی اللہ کو اس کے حسین ناموں سے پکارنا کہا جاتا ہے مگر اللہ اپنے قوانین کے علاوہ بھی لامحدود صفات وحقائق کا مالک ہے)۔

ع 22 10 12

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾

181-اور جنہیں ہم نے تخلیق کر رکھا ہے ان میں سے ایک امت ایسی ہے جو سچائیوں کی طرف ہی رہنمائی کرتی ہے اور اسی کے مطابق عدل پر فیصلہ کرنے والی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾

182-اور جو لوگ ہماری آیات کو (یعنی ہمارے احکام وقوانین وسچائیوں کو) جھٹلاتے ہیں (توان کی گرفت فوری نہیں ہو جاتی بلکہ) ہم انہیں بہت جلد آہستہ آہستہ بتدریج تباہی و بربادی کی ایسی حالت تک لے جائیں گے کہ انہیں علم بھی نہیں ہوگا۔

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

183-اور (اگر تم تحقیق کرو تو اسی نتیجے پر پہنچو گے کہ جس طرح بیج اور فصل کے پکنے میں ایک مقررہ مدت کا وقفہ ہوتا ہے اسی طرح) میں انہیں مہلت دیتا جاتا ہوں۔ اور اس میں کوئی شک وشبے والی بات ہی نہیں کہ میری پوشیدہ تدبیر بڑی پختہ ہوتی ہے۔ (اس لئے تمہیں غور وفکر کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیے)۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾

184-(لیکن بجائے سچائی اختیار کرنے کے، سچائی کی آگاہی دینے والے رسولؐ کے بارے میں یہ رویہ اختیار کرنا کہ اسے جنون ہے، بذاتِ خود یہ دانش کے خلاف روّیہ ہے کیونکہ) کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ان کے صاحب (محمدؐ) کو قطعی طور پر کوئی جنون نہیں وہ انہیں غلط روش کے جن تباہ کن نتائج سے خبردار کرتا ہے وہ تو بالکل صاف اور ظاہر ہیں۔

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓي اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

185- کیا یہ لوگ آسمانوں اور زمین (یعنی ساری کائنات) پر اختیار رکھنے والے (کے انتظام) میں اور جو کچھ اللہ نے تخلیق کیا ہے، کی جانب بالکل ہی نظر نہیں دوڑاتے۔ اور (کیا وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ) شاید ان کی (موت) کا وقت قریب آچکا ہے تو پھر اس کے بعد وہ اس بات پر ایمان لائیں گے؟

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

186-(لہٰذا، مسلسل غلط راستے اختیار کرنے والے یادرکھیں کہ پھر) جس کو اللہ گمراہ کرتا ہے تو اسے کوئی درست وروشن راہ دکھانے والا نہیں اور وہ انہیں ان کی سرکشی ہی میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتا ہے (کیونکہ اللہ کا قانون یہ ہے کہ وہ کسی کو اسی

طرف پھیرے رکھتا ہے جدھر وہ پھر گیا ہو، 4/115۔اور جو اللہ کے احکام وقوانین کو نہیں مانتا اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا، (16/104)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ؔ ؕ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ؕ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

187-(اے رسولؐ!) یہ پوچھتے ہیں کہ قیامت کی وہ گھڑی (جس کے بارے میں تم اس قدر دھمکیاں دے رہے ہو) کب واقع ہوگی؟ ان سے کہو! کہ اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے۔اسے اپنے وقت پر اس کے سوا کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔اور وہ (وقت) آسمانوں میں اور زمین میں بہت بھاری ہوگا۔اور وہ تم پر اچانک آجائے گا۔یہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم اس کی کھوج میں لگے ہوئے ہو۔ان سے کہہ دو! کہ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔لیکن اکثر انسان اس کا علم نہیں رکھتے (مگر اس کے متعلق بحثوں میں الجھے رہتے ہیں)۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚۛ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚۛ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

188-ان سے کہو! (کہ یہ تو بہت بڑی چیز ہے کہ میں بتا سکوں کہ قیامت کب آئے گی۔میری تو یہ کیفیت ہے کہ) میں اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر اللہ جو مناسب سمجھتا ہے وہ ہوتا ہے۔اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سی آسانیاں اور خوشگواریاں اکٹھی کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ چھو سکتی۔لہٰذا، میں تو اس قوم کے لئے جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے اطمنان وبے خوفی کی راہ اختیار کر لیتی ہے، اسے بُرے اعمال کے بُرے نتائج سے ڈرانے اور اچھے اعمال کے حسین نتائج کی خوشخبری دینے والا ہوں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

189-(اور بجائے ایسی بحثوں میں الجھنے کے، کہ قیامت کب آئے گی اور رسولؐ کا غیب کے معاملہ میں کیا اختیار ہے، تم اپنی ذات کی سرگزشت پر غور کیوں نہیں کرتے۔تاکہ تم اللہ کو سمجھ سکو اور اس کے احکام وقوانین پر بہتر طور پر عمل کر سکو۔کیونکہ) یہ وہی (اللہ) ہے جس نے تمہیں ایک ہی طرح کے نفس (نفسِ واحدۃ) سے تخلیق کیا اور اسی میں سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ یہ (میاں اور بیوی کا جوڑا اپنی باہمی رفاقت) سے سکون حاصل کرے۔پھر جب وہ ملاپ کرتے ہیں تو وہ

(یعنی عورت) حمل کا ہلکا سا بوجھ اٹھا لیتی ہے اور پھر وہ اس کے ساتھ چلتی پھرتی رہتی ہے۔(اور جب جب حمل کے مراحل طے کرتے ہوئے) وہ بوجھل ہوتی جاتی ہے تو دونوں (میاں اور بیوی) اپنے پروردگار سے دُعا مانگتے چلے جاتے ہیں (کہ اے ہمارے نشو ونما دینے والے!) اگر تُو نے ہمیں ایسی (اولاد) دی جو سنور نے سنوار نے والی ہو تو ہم ضرور تیرا شکر کرنے والوں میں سے ہونگے۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝١٩٠

190-لیکن جب اس نے انہیں سنور نے سنوار نے والی (اولاد) عطا کر دی تو دونوں (بجائے ایک اللہ کا شکر ادا کرنے کے جس نے انہیں) اس میں (اولاد) عطا فرمائی، وہ اس کے لئے (اللہ کے) شریک ٹھہرانے لگ جاتے ہیں (حالانکہ وہ اولاد کے لئے تو دعائیں اللہ سے مانگتے ہیں مگر اولاد مل جانے کے بعد وہ اللہ پر بھروسہ کم کر کے اللہ کے علاوہ اوروں کا شکر ادا کرتے ہیں جیسے کہ وہ اللہ کے اختیارات میں شریک ہیں اور ان کی وجہ سے انہیں اولاد ملی ہے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ) اللہ ان کے شریک بنانے سے بلند و برتر ہے (کیونکہ اس کے اختیارات میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا)۔

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝١٩١

191-(لہٰذا) کیا (یہ لوگ ذرا سا بھی غور نہیں کرتے کہ) وہ اللہ کے ساتھ انہیں شریک کر دیتے ہیں (جن کی حالت یہ ہے کہ) ان کا کسی چیز کو تخلیق کرنا تو ایک طرف، وہ (بذات خود اللہ کے) تخلیق کردہ ہیں۔

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝١٩٢

192-بلکہ (مزید حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کی کوئی مدد کر سکیں۔(ان کی مدد کرنا تو ایک طرف) وہ خود اپنی مدد کرنے کے بھی قابل نہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ۝١٩٣

193-اور (یہ لوگ ان سے اس قدر عقیدت رکھتے ہیں کہ) اگر تم انہیں درست اور روشن راہ کی جانب دعوت دو تو وہ کبھی تمہاری پیروی نہیں کریں گے۔ لہٰذا، تمہارے لئے یکساں ہے کہ تم انہیں (صحیح راستے کی طرف) دعوت دو یا خاموش رہو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝١٩٤

194-(ان سے کہو کہ) اگر تم تحقیق کرو تو جان جاؤ گے کہ جن سے تم اللہ کے سوا دُعا مانگتے ہو وہ تمہارے ہی جیسے (اللہ

کے) غلام ہیں۔ کیونکہ جب تم ان سے دُعا مانگو تو انہیں چاہیے کہ تمہیں جواب دیں (یعنی تمہاری حاجات پوری کریں لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ بہر حال) اگر تم سچے ہو (تو نوعِ انسان کو ثابت کر کے دکھاؤ کہ ان کے پاس وہی اختیارات ہیں جو اللہ کے پاس ہیں)۔

اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾

195-(اور ان کے علاوہ یہ مٹی اور پتھر کے بت، جن کی تم پرستش کرتے ہو، وہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ تم نے تو ان کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سب بنا دیے ہیں لیکن سوچو کہ) کیا ان کے پاؤں ایسے ہیں جن سے یہ چل سکیں؟ کیا ان کے ہاتھ ایسے ہیں جن سے یہ کچھ پکڑ سکیں؟ ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے یہ دیکھ سکیں یا ان کے کان ایسے ہیں جن سے یہ سن سکیں؟ (اے رسولؐ) ان سے کہو! کہ تم اپنے شریکوں کو بلا لو (جن کے بل بوتے پر تم سمجھتے ہو کہ مجھے شکست دیدو گے)۔ اور وہ میرے خلاف جو تدبیریں چاہیں کر لیں اور مجھے اس سلسلے میں ذرا سی مہلت نہ دیں۔

اِنَّ وَلِيِّۦَ اللّٰهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹۶﴾

196-(اور میں یہ بات اس لئے پورے یقین اور بے باکی سے پیش کر رہا ہوں کیونکہ) یقیناً میرا سرپرست وہ اللہ ہے جس نے مجھ پر ضابطہء حیات نازل کیا ہے اور یہ وہی ہے جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتا ہے جو سنورنے سنوارنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۷﴾

197-اور جن سے تم اُس کے سوا (یعنی اللہ کے سوا) دُعا مانگتے ہو وہ تو تمہاری مدد کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ اپنے آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا ؕ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۹۸﴾

198-لیکن (ان کی اندھی عقیدت کا یہ عالم ہے کہ اس قدر واضح دلائل کے باوجود) اگر تم انہیں ایسی درست و روشن راہ کی جانب دعوت دو جو اطمنان بھری منزل کو جاتی ہے تو یہ تمہاری کبھی نہ سنیں گے۔ اور تم دیکھو گے کہ (جیسے واقعی) وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں، لیکن وہ (درحقیقت) دیکھ نہیں رہے ہوتے۔ (کیونکہ ان کی آنکھیں بظاہر تمہاری طرف ہوتی ہیں، لیکن دل کہیں اور ہوتا ہے)۔

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

199-(مگر تم اپنی جدوجہد میں کمی نہ کرو اور) تم ان سے درگذر کرتے ہوئے (آگے بڑھتے جاؤ) اور قاعدے وقانون کے مطابق (درست راہ کے لئے) حکم کرتے جاؤ اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو (یہ الجھتے رہتے ہیں اور وقت ضائع کرتے رہتے ہیں)۔

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۰۰﴾

200-اور اگر کبھی شیطان تمہیں اُکسائے اور وسوسہ پیدا کرے تو اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ بلاشبہ وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾

201-بلاشبہ وہ لوگ جو تباہ کن نتائج سے بچنے کے لئے اللہ کے احکام وقوانین اختیار کیے رہتے ہیں تو جب کبھی شیطان کی وجہ سے انہیں کوئی بُرا خیال چھو جاتا ہے تو وہ فوراً (اللہ) کا ذکر شروع کر دیتے ہیں (اس سے یوں ہو جاتا ہے جیسے تاریکی میں یکا یک روشنی ان کے سامنے آ گئی) اور انہیں صاف نظر آنے لگ جاتا ہے۔

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَىِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾

202-اور (ان کے برعکس جو لوگ غلط راہ اختیار کیے ہوتے ہیں تو جب ان کے دل میں شیطان کی طرف سے بُرا خیال پیدا ہوتا ہے تو ان جیسے ان کے ہی) بھائی بند انہیں بغیر کوتاہی کئے گمراہی میں کھینچے لئے جاتے ہیں (اور وہ کسی مقام پر رکتے ہی نہیں)۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ مِنْ رَّبِّىْ ۚ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

203-اور (یہ لوگ مفاہمت کے لئے رسولؐ سے قرآن میں اپنی پسند کی آیات نازل کروانے کا تقاضا کرتے ہیں۔لیکن، اے رسولؐ) جب تم انہیں (ان کی پسند کی آیت) لا کے نہیں دیتے تو یہ کہتے ہیں! کہ (اگر تمہارا اللہ ایسی آیت دینے پہ راضی نہیں ہوتا) تو تم اپنی طرف سے ایسی آیت کیوں نہیں وضع کر لیتے؟ ان سے کہو! (کہ میں کوئی آیت اپنی طرف سے نہیں بنا سکتا) میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھے میرے رب کی طرف سے ملتی ہے۔(اور یہ آیات تو تمہارے رب کی جانب سے بصیرتیں عطا کرنے والی ہیں۔اور وہ قوم جو ان آیات کو یعنی ان نازل کردہ سچائیوں واحکام و قوانین کو تسلیم کر لیتی ہے تو یہ اسے درست وروشن راہ دکھاتی ہیں اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والی ہیں۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

204-اور (اے اہلِ ایمان! مخالفین اس نورانی آگاہی کے لئے تمہاری جدوجہد کو ہٹانے کی کوشش میں رہیں گے۔مگر تمہاری توجہ اسی پر رہنی چاہیے۔اسی لئے) جب تمہارے سامنے قرآن پڑھا جائے تو اسے (پوری پوری توجہ کے ساتھ) خاموشی سے سنا کرو (تاکہ تمہارا شعور سمجھے اور دل عمل کی طرف مائل رہے) اور اس طرح یہ قدم بہ قدم تمہاری مددو رہنمائی کرتے ہوئے تمہیں تمہارے کمال تک لے جائے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾

205-اور (یہ بھی یادرکھو کہ) اپنے آپ میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے اور بلند آواز کیے بغیر صبح وشام اپنے رب کا ذکر کیا کرو۔اور بے خبروں لاپرواہوں میں نہ ہو جانا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

206-(لہٰذا) بلاشبہ جو لوگ تمہارے رب کے نزدیک ہوتے ہیں وہ اس کی پرستش واطاعت اختیار کرنے کے بعد متکبر نہیں ہو جاتے بلکہ اس کے احکام وقوانین کے مطابق تیزی سے سرگرمِ عمل رہتے ہیں اور اس کی عظمت کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے رکھتے ہیں۔

الثلثة السجدة ۱۵ ع 24 18 14